R. M. Ballantyne

آر۔ ایم۔ بلنٹائن

مونگے کے جزیرے

سیدی اعجاز

www.taemeernews.com

دو باتیں

پیارے بچو!

انگریزی میں ایک بہت اچھی کتاب "مونگے کے جزیرے" ہے۔ اب جو کتاب تم پڑھنے جا رہے ہو وہ اسی سے ماخوذ ہے۔ ہم نے اپنی اس کتاب کو تمہاری سہولت اور پسند کے خاطر ایسا بنا دیا ہے کہ تم لوگ یہ سمجھو کہ جیسے یہ کارنامہ تم ہی لوگوں نے انجام دیا ہے۔ کرداروں کے نام اور دوسری بہت سی چیزیں ہم نے اپنے ملک کے رسم و رواج کے مطابق بدل دی ہیں۔ اس کتاب میں ہم نے کچھ چیزیں اپنی طرف سے بڑھائی بھی ہیں۔ اصل انگریزی میں یہ کتاب بہت موٹی تھی لیکن ہم نے اسے مختصر کر دیا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی دلچسپی میں کوئی فرق آیا ہے بلکہ اس کی دلچسپی کچھ اور بڑھ گئی ہے امید ہے کہ یہ کتاب تم لوگوں کو پسند آئے گی۔ پسند آنے پر ہمیں ضرور اپنی رائے بھیجنا۔ ہو سکتا ہے کہ ہم پھر کبھی تم لوگوں کو اور اچھی کتابیں پڑھنے کی تکلیف دیں۔

اچھا اب اجازت — پھر کبھی باتیں کریں گے۔

تمہارا

سیدی اعجاز

۲۷۷۳ کوچہ چیلان دریا گنج نئی دہلی — ۲

www.taemeernews.com

خلاصہ

تین دوست — عظیم، عزیز اور خالد اپنے ملک کی ایک بندرگاہ سے پانی کے کسی جہاز پر سوار ہو کر جنوبی سمندر — بحرالکاہل میں پھیلے ہوئے مونگوں کے جزیروں کی سیر کرنے جاتے ہیں۔ یہ لڑکے فطرت کے شوقین ہیں اور ہمیشہ نئی نئی چیزیں تلاش کرتے رہتے ہیں۔

بحرالکاہل میں مونگوں کے یہ جزیرے سیکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ جزیرے بعض جگہوں پر پانی کے نیچے بھی چھپے ہوئے ہیں۔ پانی کے اندر چھپے ہوئے ان جزیروں سے ٹکرا کر اکثر چھوٹے موٹے جہاز ٹوٹتے رہتے ہیں لیکن خوش قسمتی سے ان بچوں کا چھوٹا سا جہاز ان چھپے ہوئے جزیروں اور چٹانوں سے بچا ہوا اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہتا ہے۔

بندرگاہ سے روانہ ہونے کے بعد پانچویں دن جبکہ ان کا جہاز کچھ جزیروں کے پاس سے گذر رہا ہوتا ہے تو طوفان آجاتا ہے۔ طوفان بہت تیز ہوتا ہے۔ سمندر میں نکلی ہوئی ایک چٹان سے ٹکرا کر ان بچوں کا جہاز ٹوٹ جاتا ہے۔ تینوں بچے سمندر میں کود جاتے ہیں مگر خالد کے سر پر تیوار لگنے سے وہ بیہوش ہو جاتا ہے۔ عظیم اور عزیز دونوں اسے مل کر ساحل کی طرف کھینچتے ہیں۔ خوش قسمتی سے وہ اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

www.taemeernews.com

پہلا باب

مونگے کا جزیرہ

ہوش و حواس درست ہونے پر میں نے خود کو سمندر کے کنارے گھاس کے ایک قطعہ پر پڑا ہوا پایا۔ عظیم میرے اوپر جھکا ہوا بہت آہستہ آہستہ میرا منہ پانی سے دھو رہا تھا اور میرے سر کے زخم سے بہتے ہوئے خون کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جب مجھے تھوڑا سا ہوش آیا تو میں نے عزیز کی آواز سنی وہ مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ آیا میں خود کو بہتر محسوس کر رہا ہوں یا نہیں ؟ آہستہ آہستہ میرے کانوں میں پانی کی لہروں کا شور واضح ہوتا گیا۔ میں نے اپنے بارے میں سوچا۔ میں اپنے ملک سے دور بہت دور اس جزیرے میں تھا۔ میں نے آہستہ سے اپنے دوستوں کو دیکھنے کے لئے آنکھیں کھولیں۔ عظیم فکر مندی سے میرے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا میں نے اپنے آپ کو اپنی کہنیوں پر اٹھایا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو بڑے زور سے تھام لیا۔ سر پر بہت گہری چوٹ لگی تھی خون کافی نکل گیا تھا۔ حقیقت میں بہت نقاہت محسوس کر رہا تھا۔

"لیٹ جاؤ خالد لیٹ جاؤ ـــــ" عظیم نے مجھے آہستہ سے نیچے لٹاتے ہوئے کہا "تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو تھوڑا سا پانی پی لو۔ میں یہ پانی تمہارے لئے جزیرے کے چشمے سے لایا ہوں۔ بولو نہیں ـــ"

اس نے مجھے بولنے کی کوشش کرتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ "میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا

www.taemeernews.com

لیکن تم چپ رہو۔

"اوہ! اسے بولنے سے نہیں روکو عظیم ۔۔۔" عزیز نے کہا۔ وہ بے چارہ اس خوف سے لرز رہا تھا کہ کہیں میں اپنے ہوش حواس نہ کھو بیٹھا ہوں۔ عزیز مجھے تیز ہوا سے بچانے کے لیے جھاڑیوں کا ایک شیڈ بنا رہا تھا۔ "اسے بولنے دو عظیم تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ یہ زندہ ہے اور یہ بھی اپنی زندگی کا احساس کر سکے۔ یہ پورے تین گھنٹے مردے کی طرح پڑا رہا ہے۔" پھر وہ مجھ سے مخاطب ہوا۔

"خالد۔ میں نے تمھارا جیسا آدمی نہیں دیکھا۔ تم نے میرے سارے دانت ہلا دیے۔ قریب قریب تم نے تو مجھ کو مار ہی دیا تھا۔ اب تم ہم کو یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہے ہو کہ تم مر گئے ہو۔ حقیقت میں تم بہت بدمعاش ہو۔"

جب عزیز اس طرح باتیں کر رہا تھا تو میرے ذہن پر چھائی ہوئی دھند آہستہ آہستہ صاف ہوتی گئی اور میں اپنی موجودہ حالت پر غور کرنے لگا۔

"تمھارا اس سے کیا مطلب ہے کہ میں نے تمھیں قریب قریب مار دیا تھا۔؟"

"میرا کیا مطلب ہے؟ تم سمجھے نہیں اب کیا سنسکرت میں بولوں۔ کیا تمھیں کچھ بھی یاد نہیں کہ ....."

"مجھے کچھ بھی یاد نہیں ۔۔۔" میں نے کہا ۔۔۔ "سمندر میں گرنے کے بعد سے مجھے کچھ بھی یاد نہیں ۔۔۔"

"خدا کے واسطے خاموش ہو جاؤ عزیز" ۔۔۔ عظیم نے کہا ۔۔۔ "اس بات کو یاد رکھو کہ خالد کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ تمھیں معلوم ہے کہ جہاز کے ڈوبنے کے بعد ہم تینوں سمندر میں کود گئے تھے۔ پھر تمہارے سر پر کشتی کا ایک چپوار لگ گیا تھا ۔۔۔" عظیم نے مجھے بتایا۔ "تم نے نیم بے ہوشی کی حالت میں عزیز کو گلے سے پکڑ لیا تھا۔ تم نہیں جانتے تھے کہ تم کیا کر رہے تھے تم نے اپنی دوربین بھی ۔۔۔

www.taemeernews.com

جس کو تم اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے عزیز کے منہ میں گھسیڑ دی تھی وہ پھر خود ہی اپنے اس عزیز کے قافیے پر مسکرانے لگا۔ عزیز شاید اس مذاق کو سمجھا نہیں تھا اس لئے چیں بجبیں ہو کر بولا۔

"منہ میں گھسیڑ دی تھی یا حلق کے نیچے اتار دی تھی۔ میرے حلق پر ابھی بھی اس کا نشان موجود ہے۔"

"اچھا اچھا جیسا بھی ہوا" عظیم نے بات جاری رکھی۔۔۔ "تم نے اس کو اتنے زور سے پکڑ رکھا تھا کہ مجھ کو واقعی خوف معلوم ہونے لگا تھا کہ کہیں تم اس کو ختم نہ کر دو۔ اتنی دیر میں میں نے دیکھا کہ عزیز نے ایک پتوار پکڑ رکھی ہے پھر میں تم کو ساحل کی طرف دھکیلنے لگا خوش قسمتی سے میں اس میں کامیاب ہو گیا۔

"لیکن جہاز کا کیا ہوا؟" عزیز نے سوال کیا۔

میں نے تمہیں اس وقت بھی پہاڑی پر چڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ جب میں خانہ کی دیکھ بھال کر رہا تھا کیا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا؟"

"نہیں وہ ٹکڑوں میں تقسیم ہی نہیں ہوا۔ بلکہ سمندر کی تہہ میں بیٹھ گیا۔" عظیم نے جواب دیا۔

عظیم کی بات ختم کرنے کے بعد بھی ہم لوگ کافی دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔ مجھے اس بات کا پکا یقین ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی اس عجیب و غریب حالت کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ میں اپنے بارے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میں اس وقت اپنی حالت پر خوش نہیں تھا میں یہ جانتا تھا کہ ہم ایک جزیرے پر تھے۔ عظیم بھی اس بات کو جانتا تھا

www.taemeernews.com

بڑی سمندروں کے بارے میں ہم نے یہ سن رکھا تھا کہ ان میں جو جزیرے ہیں ان میں آباد وحشی قبائل اجنبی لوگوں کو مسلم بھون کر کھا جاتے ہیں۔ اگر یہ جزیرہ غیر آباد ہوا تو میں نے سوچا ہم بھوکوں مر جائیں گے۔۔۔"

میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔۔ "اگر جہاز ٹوٹ کر کنارے سے آ لگتا تو ہم اس میں سے کھانا اور پانی تو نکال سکتے تھے ۔۔۔۔ اور شاید اسی اوزار بھی جن سے ہم ایک عارضی گھر بنا سکتے ۔۔۔۔ لیکن افسوس صد افسوس ۔۔۔۔ ہم لوگ بالکل ہی تباہ ہو گئے تھے۔"

"تباہ ہو گئے ۔۔۔۔" عظیم نے شاید میری بڑبڑاہٹ سن لی تھی اس نے مسکراتے ہوئے کہا ۔۔۔۔ "یہ کہو خالد ہم بچ گئے۔"

تمھیں معلوم ہے کہ میں کیا سوچ رہا تھا ۔۔۔۔ "عزیز نے کہا ۔۔۔۔ "میں سوچ رہا تھا کہ اب ہم اس جزیرے کے بادشاہ ہوں گے۔ اور جزیرے کے لوگ ہماری رعایا ۔۔۔۔ عظیم بادشاہ بن جائے گا خالد وزیر اعظم اور میں ۔۔۔۔۔۔"

"لیکن سوچو تو اگر اس جزیرے پر آبادی نہ ہوئی تو ۔۔۔۔۔؟"

"تو پھر ہم ایک شاندار گھر بنائیں گے اس گھر کے چاروں طرف ایک خوبصورت باغ ہوگا۔ باغ میں قسم قسم کے پھول ہوں گے ہم اناج بوئیں گے، کاٹیں گے، کھائیں گے اور مزے اڑائیں گے۔"

"ذرا سنجیدہ ہو جاؤ ۔۔۔۔" عظیم نے کہا ۔۔۔۔ "اس کا چہرہ کافی گمبھیر ہو رہا تھا۔ اگر یہ جزیرہ غیر آباد ہوا تو ہم کو جانوروں کی طرح زندگی بسر کرنی پڑے گی کیونکہ ہمارے پاس کسی قسم کا اوزار یا ہتھیار نہیں ہے۔ ایک چاقو بھی نہیں ۔۔۔۔"

"چاقو ۔۔۔۔" عزیز نے اپنی جیب ٹٹولتے ہوئے دہرایا ۔۔۔۔ "یہ رہا۔" اس نے اپنی جیب سے ایک ٹوٹا ہوا چاقو نکال کر سب کے آگے کر دیا۔

www.taemeernews.com

"چلو ٹھیک ہے۔ لیکن اب آگے بڑھو۔" عظیم نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہم اپنا وقت بیکار باتوں میں ضائع کر رہے ہیں۔ یہ وقت کچھ کرنے کا ہے اب تم بھی چلنے کے قابل نظر آ رہے ہو۔" عظیم نے مجھ سے کہا۔ "سب سے پہلے ہم لوگوں کو اپنی جیبوں کو دیکھنا چاہیئے کہ ان میں کیا کیا ہے؟ اس کے بعد ہم پہاڑی پر چڑھ کر دیکھیں گے کہ ہم کس قسم کے جزیرے پر پھینکے گئے ہیں۔ اب یہ ہمارا گھر ہے اچھا ہو یا برا۔ اس میں ہمیں کچھ دن رہنا ہے۔"

ہم پہاڑی پر بیٹھ کر اپنی چیزوں کو دیکھنے لگے۔ جہاز کو چھوڑنے کے بعد ہم کنارے پر پہنچے تھے تو میرے ساتھیوں نے اپنے کچھ کپڑے اتار کر دھوپ میں سکھانے کے واسطے پھیلا دیئے تھے حالانکہ ہوا بہت تیزی سے چل رہی تھی لیکن دھوپ بھی کافی تیز نکل رہی تھی۔ آسمان پر کوئی بھی بادل کا ٹکڑا نظر نہیں آ رہا تھا۔ کپڑے پہننے کے بعد ہم لوگوں نے بہت ہی دھیان کے ساتھ اپنی جیبیں ٹٹولیں ان کا سارا سامان ایک سیدھے پتھر پر انڈیل دیا اس وقت ہمیں اپنی حالت کی بے چارگی کا احساس ہوا۔ تینوں دوستوں کی جیبوں میں سے جو سامان نکلا وہ مندرجہ ذیل تھا۔

ایک چھوٹا سا جیبی چاقو جس کی دھار کثرت استعمال کی وجہ سے خراب ہو چکی تھی اس کے بارے میں عزیز نے اپنے مخصوص مزاحیہ لہجے میں کہا تھا کہ یہ بہت کار آمد ثابت ہو گا۔

دوسری چیز ایک چھ گز لمبی پتلی سی رسّی کا ایک ٹکڑا تھا۔ تیسری چیز ایک چھوٹی سی سوئی تھی۔ چوتھی چیز ایک دوربین تھی جس کو میں نے آخری دم تک اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔ ساحل پر پہنچنے کے بعد اس کو عزیز نے بہت مشکل سے میرے ہاتھ میں سے نکالا تھا۔ پانچویں چیز ایک چھلا تھا جو عظیم ہمیشہ اپنی انگلی میں پہنے رہتا تھا ان سب چیزوں کے علاوہ ہمارے پاس بس کپڑے تھے۔

www.taemeernews.com

جب ہم لوگ ان چیزوں کو دیکھ رہے تھے تو عظیم نے یکا یک چلا کر کہا ـــــ

"پتوار ـــــ ہم لوگ پتوار کو بھول گئے ہیں۔"

"لیکن پتوار کیا کرے گی ـــــ" عزیز نے کہا۔ جنگل میں پتوار بنانے کے لئے بہت لکڑی ہے ـــــ"

"لیکن اس میں وہ لوہا نہیں ہے جو ہماری پتوار میں لگا ہوا ہے۔ وہ لوہا جو ہمارے بہت کام آئے گا ـــــ"

"بالکل ٹھیک۔" میں نے کہا ـــــ "اب ہمیں اسے پکڑ لینا چاہیئے" اتنا کہہ کر ہم تینوں اٹھے اور تیزی سے ساحل کی طرف دوڑے۔ میں ابھی تک خون بہنے کی وجہ سے خود میں کچھ نقاہت محسوس کر رہا تھا۔ اس لئے میرے ساتھی مجھ کو جلدی پیچھے چھوڑ گئے لیکن عظیم نے مجھ کو جلد ہی دیکھ لیا اور وہ میری مدد کے واسطے فوراً ہی پلٹ آیا۔ طوفان اب ختم ہو گیا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ صرف ہمارا جہاز ہی ڈبونے آیا تھا اس کے علاوہ اسے کوئی اور کام نہیں تھا۔

دوسرا باب ۲

ناریل کے درخت اور دوسری چیزیں

جس جزیرے پر ہم اس وقت کھڑے ہوئے تھے وہ پہاڑی تھا جزیرے کو چاروں طرف سے خوبصورت درختوں اور طرح طرح کی رنگین جھاڑیوں نے گھیر رکھا تھا۔ ہم تینوں کو اس وقت کسی بھی درخت کا نام یاد نہیں آرہا تھا بس وہ رہ کر ناریل کے درخت کا نام ذہن میں پھر رہا تھا میں نے گھر سے روانہ ہونے سے پہلے اس درخت کی بہت سی تصویریں دیکھی تھیں۔ ہمارے سامنے ریت کا بڑا ساحل تھا ساحل پر سمندر کی بڑی بڑی لہریں دوڑ رہی تھیں ایک چیز جس نے

www.taemeernews.com

مجھ کو حیران کیا وہ سمندر کا ساحل تھا۔ وہ مجھے طوفان گزر جانے کے بعد کچھ بڑا سا نظر آرہا تھا ____

ساحل سے ایک میل کی دوری پر مجھے سمندر کی لہریں ایک ہری اور نیلی دیوار کی طرح اٹھتی اور گرتی نظر آرہی تھیں عجیب سماں تھا۔ پانی کا ایک بادل اٹھتا تھا اور فضا میں طرح طرح کے رنگ بکھر جاتا تھا۔ یہ بادل کبھی کبھی اونچا اٹھ جاتا تھا۔

ابھی ہم اس عجیب و غریب چیز کو دیکھ ہی رہے تھے کہ عزیز کی چیخ نے ہمیں اپنی طرف متوجہ کیا وہ سمندر کے کنارے کی طرف دیکھ کر گلا پھاڑ کر چلا رہا تھا ناچ رہا تھا۔

"یہ بھی کیا عجیب و غریب لڑکا ہے" عظیم نے کہا۔ وہ میرا بازو پکڑ کر مجھے آگے کی طرف کھینچتا ہوا بولا۔ "آؤ چلیں دیکھیں کیا ہوا ہے ____؟"

"یہاں آؤ بڑا کر دیکھو جو چیز ہمیں چاہیئے تھی مل گئی ____۔"

جیسے ہی ہم عزیز کے قریب پہنچے ہم نے دیکھا کہ وہ پتوار میں گھسی ہوئی کلہاڑی کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ یہ کلہاڑی عظیم نے پتوار کو کشتی سے الگ کرنے کے لئے اس پر ماری تھی لیکن وہ اس کو دوبارہ پتوار سے جدا نہیں کر سکا تھا۔

"بہت خوب" عظیم نے بھی کلہاڑی کو نکالنے کے واسطے زور لگاتے ہوئے کہا ___ "قسمت ہم پر مہربان معلوم ہوتی ہے اب یہ ہزاروں چاقوؤں سے بہتر کام کرے گی اس کی دھار بہت تیز ہے"

"اور اس کا دستہ بھی بہت مضبوط ہے" عزیز اپنے دونوں بازوؤں کو دباتے ہوئے بولا۔

ہم پتوار کو اپنے ساتھ اس جگہ تک کھینچ لائے جہاں ہماری اور بھی چیزیں

www.taemeernews.com

پڑی ہوئی تھیں۔

"اب" پتوار کو رکھنے کے بعد عظیم نے کہا ـــــ "ہم سب کو جزیرے کے ساحل پر ایک بار پھر چلنا چاہیئے۔ اس جگہ جہاں جہاز ٹوٹا تھا ہوسکتا ہے کہ کوئی اور چیز بھی ساحل پر بہہ کر آگئی ہو۔ امید تو نہیں ہے لیکن پھر بھی دیکھ لینے میں کیا حرج ہے اس کے بعد ہم اپنا کھانا تیار کریں گے۔"

"ہمیں منظور ہے ـــ" میں نے اور عزیز نے ایک ساتھ چلّا کر کہا۔ ہمیں عظیم کی ہر بات منظور تھی وہ ہم دونوں سے عمر میں اور قد، طاقت میں بڑا تھا حقیقت میں وہ بہت ہوشیار لڑکا تھا اس میں اس بات کی پیدائشی قابلیت موجود تھی کہ اس کو لیڈر تسلیم کرلیا جاتا۔

اب ہم تیزی سے چمکتی ہوئی ریت کی سفید پٹی پر چلے۔ سورج اتنی آب و تاب سے چمک رہا تھا کہ زمین پر پڑی ہوئی ریت ہماری آنکھیں چوندھیا رہی تھی۔ یکایک عزیز کو کھانے کا خیال آیا اس نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا "عظیم ہم کھائیں گے کیا؟" یہ درخت تو جنگلی پھلوں کے لگتے ہیں یہ شاید کھانے میں بھی اچھے نہ ہوں۔ ہوسکتا کہ ہم ان پھلوں کے کھانے سے مر بھی جائیں۔"

"ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے ـــــ" عظیم نے جواب دیا۔ "میں دیکھ چکا ہوں کہ ان میں کچھ ایسے پھلوں کے بھی درخت ہیں جو ہمارے ملک کی پہاڑیوں اور اور ساحلوں پر لگتے ہیں میں نے کچھ عجیب و غریب پرندوں کو یہ پھل کھاتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ جب ان پھلوں کے کھانے سے ان پرندوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تو ہمیں کیسے پہنچ سکتا ہے اور پھر اُدھر دیکھو۔" اس نے ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ـــــ "یہ ناریل کا درخت ہے یہ ہمارے کام آئے گا۔"

www.taemeernews.com

"اچھا تو یہ بات ہے ——" عزیز نے چلّا کر کہا —— وہ بولتا زیادہ تھا اور دیکھتا کم تھا بہرحال میرے دوست میں جو کمی تھی وہ اس کو پورا کرنے کے لئے فوراً ایک اونچے سے درخت پر چڑھ گیا اور اس میں سے تین بڑے بڑے ناریل توڑ لایا۔ ہر ناریل ایک بڑے آدمی کے سر کے برابر تھا۔

"تم اسے ابھی رکھدو ——" عظیم نے کہا۔ "ہم کام ختم کرنے کے بعد ان کو کھائیں گے ——"

"جیسی تمھاری مرضی کیپٹن" عزیز نے کہا "اب آگے بڑھو" اس نے ناریل زمین پر رکھدیئے۔ ویسے بھی —————— اس وقت کچھ کھانا نہیں بلکہ پینا چاہتا تھا۔ کاش میں پانی پی سکتا لیکن پانی تو کہیں بھی نظر نہیں آرہا ہے عظیم تم ہر چیز کے بارے میں کیسے جان جاتے ہو۔ تم نے ہمیں اب تک آدھا درجن درختوں کے نام بھی بتا دیئے ہیں۔ جب کہ تمھارا کہنا ہے کہ تم کبھی ان جزیروں کی طرف نہیں آئے ——"

"میں ہر چیز کے بارے میں تو نہیں جانتا عزیز لیکن اتنا ضرور ہے کہ میں نے بہت سے سفرنامے پڑھے ہیں اور ان ہی سے مجھے یہ علم حاصل ہوا ہے۔"

"کیا بیوقوفی کی بات کرتے ہو عظیم ——" عزیز نے چلّا کر کہا —— "مجھے تمھاری باتوں پر یقین نہیں آتا۔ بھلا ایسی چیزیں بھی کہیں کتابوں سے معلوم ہوسکتی ہیں ——"

"بہت اچھا عزیز" عظیم نے ناریل کے ایک درخت کے نیچے رکتے ہوئے کہا۔ "تم نے ابھی کہا تھا کہ تمہیں پیاس لگی ہے جاؤ اس درخت پر چڑھ کر ایک ناریل توڑ کرے آؤ مگر کچّا اور ہرا ناریل توڑ کر لانا۔"

عزیز حیرت سے عظیم کا منہ تکنے لگا لیکن جب اس نے عظیم کو سنجیدہ دیکھا

www.taemeernews.com

تو فوراً درخت پر چڑھ گیا۔

"اب اس میں ایک چھید کرو" عظیم نے عزیز کے نیچے اتر آجانے کے بعد کہا ——"اور اس کو اپنے منھ سے لگا لو۔"

عزیز نے ویسا ہی کیا جیسا کہ اس کو بتایا گیا تھا۔ ہم دونوں اس کے چہرے کے عجیب و غریب تاثرات دیکھ کر ہنسنے لگے۔ جب عزیز نے چھید سے منھ لگا لیا تو اس نے اس کے اندر کا سامان اپنے حلق میں انڈیلنے کے واسطے اپنے سر کو پیچھے کی طرف جھکا لیا تھا۔ اس کی آنکھیں حیرت کے مارے پھٹی ہوئی تھیں اس کا گلا جلدی جلدی کوئی چیز نگلنے میں مشغول تھا پھر اس کے چہرے پر ایک خوشی کی لمبی سی لہر دوڑ گئی۔ آخر کار جب وہ رک گیا تو اس نے اطمینان کی ایک لمبی سانس لی اور چلایا۔

"بہت خوب۔ عظیم، بہت خوب۔ تم بہت کام کے آدمی ہو۔"

پھر اس نے ناریل میری طرف بڑھا کر کہا —— "لو تم بھی چکھو" پھر اس نے ناریل میرے منھ سے لگا دیا۔

میں نے فوراً ہی ایک گھونٹ بھرا۔ مجھے بھی واقعی پینے کا مزہ آگیا ایک خوش ذائقہ مشروب میرے حلق سے نیچے اترتا چلا گیا یہ بہت ٹھنڈا میٹھا اور تیز ذائقے والا تھا۔ میں نے ناریل عظیم کے ہاتھ میں پکڑا دیا جس نے اس کو چکھنے کے بعد کہا۔

"اب لو عزیز۔ اس سے پہلے میں نے نہ تو ایسا ناریل دیکھا تھا اور نہ کبھی چکھا تھا۔ بس صرف ایک مرتبہ ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ کچے ناریلوں میں جو گودا ہوتا ہے وہ پیاس بجھانے کے کام آتا ہے ہم نے آزما لیا کہ یہ بات صحیح ہے۔"

www.taemeernews.com

"اور یہ کچے ناریلوں میں ــــ" عزیز نے خوشی سے ناچتے ہوئے کہا۔ "کچھ دودھ کی قسم کا گودا ہوتا ہے۔ جس سے پیاس اچھی طرح نہیں بجھائی جا سکتی۔ بلکہ اس کو کھانے کے طور پر اچھی طرح استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کھانا اور پانی ــــ دونوں ایک درخت پر۔"

عظیم نے ہنستے ہوئے کہا ــــ "عزیز اب تو تم واقعی بہت عقلمند ہوتے جا رہے ہو ــــ"

سمندر میں رہنا۔ زمین پر رہو ــــ واہ، واہ مزہ آ گیا۔ یہ جزیرہ گویا جنت کا باغ ہے جہاں کچھ دینا نہیں پڑتا اتنا کہہ کر اس نے اپنا ہیٹ ہوا میں اچھالا اور ریت پر پاگل آدمی کی طرح خوش ہوتا ہوا دوڑتا چلا گیا ......

اب ہم پہاڑی کے اس کنارے پر آ چکے تھے جس کے کونے سے ٹکرا کر ہمارا جہاز ٹوٹا تھا ہم نے اس جگہ کو بہت غور سے دیکھا لیکن ہمیں وہاں پر کچھ نہ ملا۔ جہاز تو بہہ کر چلا گیا تھا۔ اس لئے ہم لوگ واپس ہوئے۔ پہاڑی کی چوٹی پر ہم نے درختوں کی شاخوں اور چھال سے رات گذارنے کے لئے ایک چھوٹا سا گھر تیار کر لیا تھا۔ ہم نے گھر کے اندر سوکھی گھاس اور پتیاں بچھائیں اس کے بعد ہم اپنا کھانا بنانے کی طرف متوجہ ہوئے لیکن اب مصیبت یہ درپیش تھی کہ ہمارے پاس آگ جلانے کا کوئی سامان نہ تھا۔

"اب کیا کریں" عزیز نے کہا۔ پھر ہماری دونوں کی آنکھیں عظیم کی طرف لگ گئیں کیونکہ ہم مصیبت میں اسی کی طرف دیکھنے کے عادی ہو گئے تھے عظیم کی بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اس میں شک نہیں کہ یہاں پر کافی پتھر ہیں لیکن فولاد کے بغیر ان کا کوئی استعمال نہیں ہو سکتا۔

www.taemeernews.com

"میری سمجھ میں آ گیا" عزیز نے چلا کر کہا۔ " دوربین کا شیشہ آگ جلانے میں ہماری مدد کرے گا ــــــ"

"لیکن شاید تمھیں یاد نہیں کہ سورج اب غروب ہو چکا ہے۔" میں نے کہا۔

" واہ لڑکوں سمجھ میں آ گیا" عظیم نے چلا کر کہا ــــــ اس نے اٹھ کر قریب کی جھاڑی سے ایک شاخ کاٹی۔ پھر اس نے ہم سے رسی مانگی جلد ہی اس نے رسی اور شاخ کی مدد سے ایک کمان تیار کرلی۔ پھر اس نے ایک سوکھی پڑی ہوئی شاخ سے ایک تین انچ لمبا لکڑی کا ٹکڑا کاٹا اور اس کو دونوں طرف سے نوکدار بنا لیا اس نے وہ تیار کی ہوئی کمان اپنے شانے پر لا کر اس میں لکڑی کا وہ نوکدار ٹکڑا تیر کی طرح فٹ کیا اور اس کو پوری طاقت سے سوکھی گھاس اور پتیوں میں چھوڑ دیا۔ چند مرتبہ کی کوشش سے سوکھی گھاس اور پتیوں میں آگ لگ گئی ــ آدھے گھنٹے کے بعد ہم اس آگ کے چاروں طرف کھا رہے تھے پی رہے تھے۔ آگ اب اتنی کافی تھی کہ اب ہم اس کے اوپر پوری ایک مسلّم بھیڑ بھون سکتے تھے۔ آگ کا دھواں اونچے اونچے ناریل کے درختوں کے پتوں سے نکل کر گہرے گہرے بادل بنا رہا تھا۔ ہمارا قدرتی گھر اب سردی سے بچا ہوا تھا۔ وہ اب گرم تھا۔

تیسرا باب

جھیل کی تہہ میں

صبح سویرے اس وقت جب سورج تمھارے چہرے کو گرماتا ہوا ہو

www.taemeernews.com

خوش گوار ہوا چل رہی ہو۔ جاگنا بھی کیا بہترین چیز ہے۔ جہاز ٹوٹنے کے دوسرے دن جب میں جاگا تو میں نے اپنے آپ کو بہت خوشگوار حالت میں پایا آنکھ کھلتے ہی مجھے ایک چھوٹا سا طوطا نظر آیا وہ عزیز پر جھکی ہوئی ایک ننھی سی شاخ پر بیٹھا ہوا تھا میں اس کے خوبصورت رنگوں کی تعریف نہیں کر سکتا ایسے چھوٹے چھوٹے طوطے آسٹریلیا اور اس کے آس پاس کے جزیروں میں پائے جاتے ہیں ان طوطوں کو آسٹریلیا کے چھوٹے طوطے کہا جاتا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی تھی کہ وہ چھوٹا سا طوطا اپنی ننھی سی گردن بہت آہستہ آہستہ ادھر ادھر گھما رہا تھا نیچے کی طرف دیکھنے پر مجھے یہ پتہ چلا کہ عزیز کا منہ کھلا ہوا تھا اور وہ طوطا اس کے کھلے ہوئے منھ کو کئی زاویوں سے دیکھنے میں مشغول تھا۔

عزیز مجھ سے اکثر کہا کرتا تھا کہ حقیقت میں مذاق نہیں کرتا یہ بات اب مجھے ٹھیک ہی نظر آ رہی تھی حقیقت میں وہ کسی سے مذاق نہیں کرتا تھا بلکہ وہ فطرتی طور پر ایسا تھا خود بخود اس سے مزاحیہ حرکتیں ہوتی تھیں وہ ان کو روک نہیں سکتا تھا ــ میں نے سوچا کہ اگر یہ طوطا کسی وجہ سے بیہوش ہو کر گر جائے تو سیدھا عزیز کے کھلے ہوئے منہ میں آئے گا اس وقت وہ خود کو کس درجہ مزاحیہ حالت میں محسوس کرے گا مگر ایسا نہ ہوا اسی وقت اس طوطے نے ایک لمبی سی چیخ نکالی ـــــ عزیز ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا طوطا اس پھرتی سے وہاں سے اڑا جیسے وہ کبھی وہاں موجود ہی نہیں تھا۔

"بدمعاش طوطے" عزیز نے آنکھیں مسلتے ہوئے کہا پھر وہ اڑتے ہوئے طوطے کو منھ چڑانے لگا اس نے مجھ سے وقت معلوم کرنا۔ مجھے اس کے سوال اور انداز پر ہنسی آگئی میں نے اسے وقت بتانے کے بجائے یہ بتایا کہ ہمارا گھڑیاں سمندر کی تہہ میں آرام کر رہی ہیں۔

www.taemeernews.com

ہونگے کے جزیرے

ہمارا صبح کا غسل

عزیز کو اب یاد آیا کہ وہ کہاں ہے۔ اس نے چمکیلے آسمان پر ایک گہری نظر ڈالی اور اپنے پھیپھڑوں میں تازہ ہوا بھرنے لگا۔ اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں اس نے ہرے کی آواز نکالی پھر وہ چاروں طرف دیکھنے لگا۔ شفاف سمندر ہماری نظروں کے سامنے پھیلا ہوا تھا اس نے یکایک ایسی چھلانگ لگائی جیسے اسے کسی زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا ہو۔ پھر اس نے اپنے کپڑے اتارے اور تیز آواز میں چیختا ہوا ریت پر دوڑتا ہوا پانی میں گھس گیا۔

چیخ کی آواز سن کر عظیم جاگ گیا۔ اس نے ایک انگڑائی لی اور آواز کی طرف دیکھا۔ عزیز کو پانی میں گھستے ہوئے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔ عظیم بھی اٹھ کر کھڑا ہوگیا اس نے جلدی جلدی اپنے کپڑے اتار کر ایک طرف ڈالے اپنے بالوں کو گردن کو جھٹکا دے کر پیچھے کئے اور ایک شیر کی طرح دوڑتا ہوا پانی میں گھس گیا۔

عظیم بہت اچھا غوطہ خور اور تیراک تھا۔ اس لئے اس کے پانی میں گھسنے کے بعد ہم کو دو تین منٹ تک اس کا کوئی سراغ نہیں ملا پھر اچانک ہم نے اس کو ساحل سے کئی گز کے فاصلے پر سر ابھارتے ہوئے دیکھا یہ سب دیکھ کر مجھے بھی جوش آگیا۔ میں نے بھی جلدی جلدی اپنے کپڑے اتار کر ایک طرف پھینکے اور اچھلا۔ مگر بدقسمتی سے میری ٹانگ ایک جھاڑی میں اٹک گئی اور میں زمین پر گر گیا۔

کمزوری کی وجہ سے میں ریت پر بھاگتے ہوئے کئی مرتبہ پھسلا۔ جس پر عزیز نے مجھے سست الوجود کہا۔ لیکن عظیم نے میری ہمت باندھتے ہوئے کہا۔ "بڑھے آؤ خالد یہ تمہاری مدد کریں گا۔"

www.taemeernews.com

عجیب میں پانی میں کود گیا تو میں نے خود کو اس میں سمو لیا۔ کیونکہ میں کافی اچھا تیراک اور بہت اچھا غوطہ خور تھا۔ عزیز کو چونکہ غوطہ لگانا نہیں آتا تھا اس لئے وہ ساحل کے کنارے ہی کنارے تیرنے کا مزہ لوٹتا رہا۔

عزیز جب ساحل کے کنارے اپنے تیرنے اور ساحل پر بھاگنے کا مزہ لوٹ رہا تھا میں اور عظیمہ دور گہرے پانی میں غوطے لگا رہے تھے۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ اس دن مجھے سمندر کی تہہ دیکھ کر کتنی مسرت حاصل ہوئی تھی میں یہ پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ ساحل کے کنارے سمندر بہت پرسکون تھا۔ سطح سے لے کر تہہ تک سمندر میں کوئی اتھل پتھل نہیں تھی۔ اس لئے ہم آسانی سے بیس تیس گز کے فاصلے سے بھی سمندر کی تہہ دیکھ سکتے تھے۔

تیسرا باب (۳)

جھیل میں

میں نے اور عظیمہ نے کئی ایسی جگہ غوطے لگائے جہاں پانی زیادہ نہیں تھا وہاں پر ہمیں پتھروں اور ریت کے علاوہ مونگے کا ایک عجیب و غریب باغ دیکھنے کو ملا جھیل کی ساری تہہ قسم قسم کے رنگ برنگے مونگوں سے بھری ہوئی تھی اس میں ہر طرح اور ہر رنگ کے، ہر سائز کے مونگے بھرے ہوئے تھے۔ سب سے زیادہ عجیب و غریب وہ مونگے تھے جن کی شاخیں درختوں کی شاخوں کی طرح پھیلی ہوئی تھیں ان مونگوں کے درمیان سمندری نباتات اگی ہوئی تھی۔ ان عجیب و غریب رنگ برنگے پودوں کے درمیان نیلی لال گلابی پیلی اور ہری مچھلیاں بالکل اس طرح تیر رہی تھیں جیسے پریاں اپنے باغ میں چہل قدمی کر رہی ہوں وہ ہمارے پانی میں ہونے پر بھی آزادی سے تیرتی

www.taemeernews.com

رہے۔ ذرا بھی نہیں ڈریں۔

سانس لینے کے لئے جب میں اور عظیم سطح پر آئے تو دونوں قریب قریب تھے عظیم نے مجھ سے پوچھا ۔۔۔ "خالد تم نے اپنی زندگی میں کبھی اتنی خوبصورت اور عجیب و غریب چیز دیکھی ہے ۔۔۔"

"کبھی نہیں سب" میں نے جواب دیا "یہ تو مجھے پریوں کا دیس معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت میں مشکل سے ہی یقین کر سکتا ہوں کہ میں خواب نہیں دیکھ رہا ہوں۔

"خواب" عظیم چلایا ۔۔۔ "تمھیں معلوم ہے خالد میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ کہیں ہم خواب تو نہیں دیکھ رہے ہیں ۔۔۔"

"تو لو ایک اور خواب دیکھو ۔۔۔" کہکر اس نے ایک اور غوطہ لگایا۔

ہم دونوں نے ایک ساتھ غوطہ لگایا ۔ میں یہ جان کر حیران رہ گیا کہ ہم اس سمندر میں دیر تک رہ سکتے تھے ۔ اس کی وجہ دراصل وہاں کے پانی کا درجہ حرارت تھا ۔ معتدل درجہ حرارت والے سمندر میں کافی دیر تک رہا جا سکتا ہے ہم اس سمندر میں دو تین گھنٹے آسانی سے گذار سکتے تھے۔

عظیم نے ناشتہ تیار کیا۔

جب عظیم تہہ تک پہنچا تو اپنے دونوں ہاتھوں سے مونگوں اور سمندری چٹانوں میں کچھ تلاش کرنے لگا ۔ میں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں کچھ مچھلیوں کے بڑے بڑے خول تھے ۔ سمندر کے اندر ہم نے کچھ رنگ برنگی مچھلیوں کو بھی پکڑنے کی کوشش کی ۔ عظیم نے قریب قریب ایک نیلی مچھلی کی دم تو پکڑ ہی لی تھی ۔ لیکن وہ اس کے ہاتھ میں سے نکل گئی ۔ عظیم نے میری طرف دیکھکر مسکرانے کی کوشش کی جس کی وجہ سے کافی پانی اس کے پیٹ میں گھس گیا وہ ایک دم

www.taemeernews.com

سطح پر ابھرنے کے لئے اچھلا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے سطح پر ابھر آیا چند منٹوں کے بعد جب اس کی حالت سنبھل گئی تو وہ کنارے کی طرف تیرنے لگا

"مجھے افسوس ہے خالد۔ میں نے پانی کے اندر رہنے کی کوشش کی تھی۔

"میں نے بھی دیکھا تھا ـــ" میں نے جواب دیا ـــ "تم نے قریب قریب وہ نیلی مچھلی تو پکڑ ہی لی تھی۔ کیا ہی اچھا ناشتہ ہوتا۔"

"ناشتہ بہت ہے ـــ" عظیم نے کھپرے دار مچھلی کو ہاتھ میں بچاتے ہوئے کہا ـــ پھر اس نے عزیز کو آواز دے کر کہا کہ وہ اس خول کو کلہاڑی کی مدد سے توڑ ڈالے۔ ہم دونوں اپنے کپڑے پہننے لگے۔

عزیز پہلے ہی کپڑے پہن کر تیار ہو چکا تھا۔ اس نے اس خول کو اپنی کلہاڑی کی مدد سے توڑ ڈالا۔ پھر چلّا کر بولا ـــ "چلو اچھا ہوا یہ چیز مجھے زیادہ پسند بھی نہیں ہے۔"

تب تو ہم بڑے خوش قسمت نکلے ـــ" عظیم نے جواب دیا

"جناب عزیز صاحب آپ تو اچھا تیرنا جانتے ہیں ورنہ غوطہ لگانا۔ اس لئے آپ کو دتی محنت سے سمندر کی تہہ سے حاصل کیا ہوا کھانا بھی نہ چاہیے"

"مجھے اتنا شاندار ناشتہ دیکھ کر واقعی بہت خوشی ہوئی ہے"

میں نے کہا۔ "اب میں خوب پیٹ بھر کر ناشتہ کروں گا۔"

"تو لو اپنا منھ کھولو کہتے ہوئے عزیز نے ایک خول کے اندر کا گودا میرے منھ میں گھسیڑ دیا۔

میں نے خاموشی سے منھ بند کر لیا۔ حقیقت میں وہ بہت مزیدار تھا۔

پھر ہم سنجیدگی سے دن گذارنے کی تیاریوں میں لگ گئے اس وقت ہم کو آگ جلانے کی بھی کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ دوربین کا وسیلہ ابھی تک

www.taemeernews.com

ہماری اس مصیبت کو آسانی سے دور کر سکتا تھا۔ اس کے بعد ہم لوگ مچھلی کے خول کو بھونتے ہوئے اور ناریل کھاتے ہوئے مستقبل کے بارے میں سوچنے لگے۔

چوتھا باب (۴)

ہم نے جزیرے میں کیا دیکھا

ناشتہ کرنے کے بعد ہم لوگوں نے اپنا تھوڑا سا سامان ایک قریبی غار میں رکھ دیا۔ اس غار کے بارے میں ہمیں یقین تھا کہ یہ آگے چل کر ہمارے لیئے ایک بہترین پناہ گاہ کا کام دے گا۔ پھر ہم نے قریب کے درخت سے دو لمبی لمبی لکڑیاں کاٹ لیں۔ ایک لکڑی عزیز نے لی اور ایک میرے نے، عظیم نے اپنے کو کلہاڑی سے مسلح کر لیا۔ اس کے بعد ہم پہاڑی کی چوٹی پر چڑھنے کے لیئے تیار ہو گئے کیونکہ ہم وہاں سے اپنے جزیرے کا بہتر طور پر جائزہ لے سکتے تھے۔ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ ہمیں راستے میں کیا کیا خطرات پیش آ سکتے ہیں۔ اس لیئے ہم نے اپنے طور پر ہر طریقے سے تیار ہونا ہی بہتر سمجھا تھا۔

سب طرح سے مطمئن ہونے کے بعد ہم نے بہت ہوشیاری سے آگ کھائی اور وادی میں داخل ہونے کے لیئے کچھ دور ریت کے ساحل پہ چلتے رہے وادی میں داخل ہونے کے بعد ہم سب نے سمندر کی طرف اپنی اپنی پیٹھ کر لی اور وادی میں گھس گئے۔

ہمارے سامنے ایک عظیم الشان وادی پھیلی ہوئی تھی جو اپنے دوسرے کونے پر سے کچھ اوپر اٹھتی چلی گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے دوسری طرف جو ایک پہاڑی تھی۔ وادی کے بیچ کا حصہ تقریباً ایک میل لمبا تھا پہاڑیاں

www.taemeernews.com

اور وادی دونوں گھنی جھاڑیوں اور درختوں سے ڈھکی ہوئی تھیں دوسری پہاڑی کو ہم ایک پہاڑی سلسلہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ زمین سے ہی سیدھا اوپر کی طرف اٹھتا چلا گیا تھا۔ اس پہاڑی سلسلے کو اوپر سے نیچے تک بڑے بڑے درختوں اور گھنی جھاڑیوں نے ڈھک رکھا تھا۔ اس پہاڑ پر ہم اس طرف سے نہیں چڑھ سکتے تھے اس لئے ہم پہاڑ کے دوسری طرف سے کوئی آسان سا راستہ اوپر چڑھنے کے لئے ڈھونڈنے لگے۔

عظیم ہم تینوں میں سب سے زیادہ بہادر اور طاقتور ہونے کی وجہ سے ہمارا لیڈر بن گیا۔ اس کے کندھے پر کلہاڑی لٹکی ہوئی تھی۔ عزیز اپنی لمبی لکڑی لئے ہوئے اس کے پیچھے تھا۔ میں عزیز کے پیچھے تھا جیسا کہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ جھاڑیاں بہت گھنی تھیں لیکن وہ اتنی گھنی نہیں تھیں کہ وہ ہمارا راستہ روک سکیں اس لئے ہم جلد ہی پہاڑ کی ترائی میں پہنچ گئے۔ یہاں عظیم ایک درخت کو حیرت سے کھڑا دیکھتا رہ گیا۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ یہ ایک مشہور درخت ہے۔ جس کو روٹی کے پھل کا درخت کہتے ہیں اس کھوج نے ہمارے دل خوشی سے بھر دیئے۔

"یہ مشہور درخت ہے؟" عزیز نے پوچھا۔

"ہاں" عظیم نے جواب دیا۔

"تب تو بڑی عجیب بات ہے ــــ" عزیز نے کہا ــــ "میں نے آج سے پہلے اس درخت کے بارے میں کبھی نہیں سنا تھا۔"

"اتنا بھی مشہور نہیں ہے ــــ" عظیم نے کہا ــــ "جتنا تم احمق اسے سمجھ رہے ہو بہرحال میں تمھیں بتاتا ہوں۔"

www.taemeernews.com

عزیز اپنا ہیٹ سر پر شفاف طریقے سے اکہ عظیم کی طرف متوجہ ہو گیا
عظیم نے ہمیں بتایا کہ یہ درخت جنوبی سمندروں کے جزیروں میں ملتا ہے۔
وہاں کے باشندے اس درخت کا پھل غذا کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

"تو یہ بات ہے ۔۔۔" عزیز نے کہا ۔۔۔ "ہر چیز ہمارا انتظار کرتی ہوئی نظر آرہی ہے کیا ہی عجیب و غریب جزیرہ ہے ۔۔۔۔ ناریل کا میٹھا پانی پیو درختوں پر سے پکی پکائی روٹی توڑ کر کھاؤ۔

اس کے علاوہ عظیم نے کہا ۔۔۔ "اس درخت کی چھال یہاں کے باشندوں کے بدن ڈھانکنے کے کام آتی ہے۔ اس کی لکڑی کو مقامی لوگ اپنے گھر بنانے میں استعمال کرتے ہیں تو لڑکو! دیکھو قدرت نے ہمارے لئے کتنا کچھ سامان مہیا کر رکھا ہے۔ بشرطیکہ ہم اس کو استعمال کرنے کی عقل رکھتے ہوں ۔۔۔"

"لیکن کیا تمھیں اس کے بارے میں پکا یقین ہے کہ یہی وہ درخت ہے ۔۔۔"

عزیز نے سوال کیا۔

"بالکل" عظیم نے جواب دیا ۔۔۔ "میں نے اس درخت کے بارے میں بہت مرتبہ کتابوں میں پڑھا ہے۔ بلکہ مجھے تو اس بات کا افسوس ہے کہ میں اور بہت سے درختوں کے بارے میں بھول گیا ہوں۔ ورنہ میں تمھیں اور بھی درختوں کے بارے میں بتاتا۔

"کوئی بات نہیں عظیم" عزیز نے عظیم کا کاندھا دباتے ہوئے کہا۔
تم اپنی عمر سے زیادہ ہی جانتے ہو۔ تم واقعی بہت عقلمند لڑکے ہو میں اپنی زندگی میں آج تک تمھارے جیسے عقلمند لڑکے سے نہیں ملا

www.taemeernews.com

سو میں ......"

وہ شاید کچھ اور بھی کہتا مگر عظیم نے جو اس کی اس طویل اور بے معنی گفتگو سے اکتا گیا تھا اس کو گھاس پر دھکا دے دیا۔ جہاں وہ مزے سے پڑا ہوا آرام کرتا رہا۔

عظیم اور میں دونوں کھڑے ہوئے روٹی کے درخت کو دیکھتے رہے ہم دونوں اس درخت کی بڑی واقفیت دار پتیوں میں کھوئے ہوئے تھے یہ پتیاں سولہ سے اٹھارہ انچ تک بڑی اور گہری ہری تھیں اس درخت کا پھل گول اور تقریباً چھ انچ موٹا تھا۔ اس پھل کا چھلکا بہت کھردرا معلوم ہوتا تھا مختلف رنگوں میں یہ پھل بہت بھلا معلوم ہو رہا تھا عظیم نے ہمیں پہلے پھل کے بارے میں بتایا کہ وہ پکا ہوا پھل ہے اس درخت کی چھال ہلکے براؤن رنگ کی اور کھردری تھی درخت کا تنا دو فیٹ موٹا اور بیس فیٹ لمبا تھا۔ جہاں سے اس میں سے شاخوں نے نکل ایک چھتری سی بنا دی تھی۔ ہم نے دیکھا کہ پھل دو دو اور تین تین کی تعداد میں اکٹھا لٹکے ہوئے تھے۔ ہمیں چونکہ پہاڑ پر چڑھنے کی جلدی تھی اس لئے ہم نے ان کے بارے میں زیادہ فکر نہیں کی۔

ہمارے دل اس وقت اپنی خوش قسمتی پر مسکرا رہے تھے اس لئے ہم جلدی تیز تیز قدموں سے پہاڑ پر چڑھنے لگے چوٹی پر پہنچنے کے بعد ہم نے ایک عجیب ہی نظارہ دیکھا۔ ہم نے دیکھا کہ ہم اس وقت جزیرے کی سب سے اونچی چوٹی پر نہیں تھے بلکہ اس کے آگے ایک اونچا پہاڑ اور بھی تھا ۔۔۔ اس پہاڑ، جس کی چوٹی پر اس وقت کھڑے ہوئے تھے اور اس پہاڑ کے بیچ میں جو اب ہماری نظروں کے سامنے تھا ایک

www.taemeernews.com

عظیم الشان وادی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ وادی بالکل پہلی وادی کی طرح تھی فرق تھا تو یہ کہ اس سے کچھ زیادہ بڑی تھی۔ اس وادی میں بھی وادی کی طرح پہلے پھل والے درخت اور ناریل کے بہت سے درخت تھے۔ جب ہم اچھی طرح سے چاروں طرف دیکھ چکے تو نیچے اتر کر دوسرے پہاڑ پر چڑھنے کی کوشش میں لگ گئے۔ ان پہاڑی درختوں پر مختلف قسم کے بندر قلقاریاں مار رہے تھے۔ طرح طرح کے پرندے ہوا میں اڑ کر اپنے رنگوں کی بہار دکھا رہے تھے۔ بندروں نے عزیز کی طرف دیکھا اور حیرت سے چڑچڑانے لگے۔ عزیز نے بھی ان کو منہ چڑا دیا۔ یہ پہاڑ بھی چاروں طرف سے ہرے بھرے درختوں سے ڈھکا ہوا تھا مگر اس کی چوٹی درختوں سے خالی تھی اور خشک تھی۔

پہاڑ کی چوٹی

اس سب سے اونچے پہاڑ کی چوٹی سے تمام جزیرہ ہمارے سامنے ایک نقشے کی طرح پھیلا ہوا تھا اس جزیرے میں دو پہاڑی سلسلے تھے جس میں سے ایک کے بارے میں ہمیں یقین تھا کہ وہ پانچسو فٹ اونچا تھا۔ اور دوسرا جس پر ہم اس وقت کھڑے ہوئے تھے ایک ہزار فٹ اونچا تھا ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک خوبصورت وادی پھیلی ہوئی تھی یہ وادی بیچ میں سے اوپر کی طرف اٹھتی چلی گئی تھی اسی وجہ سے سمندر کی طرف سے اس کے دونوں حصے ڈھلواں تھے۔ یہاں سے ہم نے پہاڑ جو سمندر کی طرف لٹکا ہوا تھا کا وہ ڈھلوان حصہ دیکھا جس سے ٹکرا کر پھیلا

www.taemeernews.com

جہاز ٹوٹ گیا تھا۔ غور سے دیکھنے پر پتہ چلا کہ یہ وادی اور بھی کئی چھوٹی چھوٹی وادیوں میں بٹی ہوئی تھی۔ پہاڑ کی چوٹی سے کئی قدرتی چشمے وادی کی طرف بہہ رہے تھے۔ کئی جگہوں پر یہ سفید چاندی سے چشمے ہری ہری گھاس اور پتیوں میں سے گذرتے ہوئے نظر آتے تھے ان جگہوں پر یہ چشمے بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

پہاڑ کی ترائی میں ایک چھوٹا سا میدان تھا جو ساحل تک جا کر ختم ہو گیا تھا جزیرے کے دوسری طرف دو چھوٹی چھوٹی سی پہاڑیاں تھیں جن کی ترائیوں میں جیسا کہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں دو چھوٹی چھوٹی وادیاں تھیں۔ ان پہاڑیوں اور وادیوں میں چشمے تو نہیں تھے لیکن یہ بھی بڑی وادیوں کی طرح سرسبز تھیں اور گھنی جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔

جزیرہ تقریباً دس میل کے ایک گول دائرے میں پھیلا ہوا تھا۔ اس کا پورا رقبہ تیس مربع میل ضرور ہو گا۔ اگر ہم جزیرے سے ملی ہوئی کھاڑیوں کو بھی اس میں شامل کریں تو شاید یہ رقبہ اور زیادہ ہو جائے گا۔ پورے جزیرے کو ریت کے ایک بڑے ساحل نے گھیر رکھا تھا۔ ساحل کے چاروں طرف مونگے کی چٹانوں نے بھی جزیرے کو ایک دائرے کی شکل میں لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ یہ چٹانیں کافی نیچی تھیں سمندر کی لہریں ان پر ہمیشہ دوڑتی رہا کرتی تھیں لہروں اور ساحل کی یہ جنگ ہمیشہ سے تھی لہریں ہمیشہ ساحل پر چڑھنے کی کوشش کرتی تھیں لیکن ساحل انھیں ہمیشہ نیچے ڈھکیل دیا کرتا تھا۔

جھیل کا پانی میں پہلے بتا چکا ہوں کہ بہت پرسکون تھا یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد ہم تینوں پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ گئے واپسی میں ہمیں ایک چار پیروں والے جانور کے پاؤں کے نشان بھی ملے لیکن ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں بتا سکا کہ یہ نشان نئے ہیں یا پرانے لیکن یہ جان کر کہ اس جزیرے میں چار پیروں والے جانور بھی رہتے

www.taemeernews.com

ہیں۔ ہماری ہمت اور بڑھ گئی۔ اس جزیرے میں اب تک ہمیں درندوں کا بھی کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ اس لئے ہم بہت مطمئن ہو کر اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹے۔

کافی بات چیت کے بعد ہم اس نظریے پر پہنچے کہ اس جزیرے پر مقامی جنگلی باشندے نہیں تھے۔ پھر ہم سو گئے۔

پانچواں باب

گہرے سمندر میں

اپنے پہلے دن کے سفر کے بعد ہم کافی دن تک اپنی قیام گاہ سے زیادہ دور تک گھومنے نہیں گئے۔ یہ زمانہ ہم نے زیادہ آرام دہ بنانے میں لگایا آس پاس کی تمام چیزیں دراصل اتنی خوبصورت تھیں کہ کہیں اور جانے کو طبیعت ہی نہیں چاہتی تھی۔ دوسرے یہ کہ ہماری ضروریات کی تمام چیزیں ہمیں قریب ہی مل جاتی تھیں۔ ہمیں یہ بھی یقین تھا کہ جلد ہی کوئی جہاز ہمیں اس جزیرے پر سے نکال لے جائے گا۔ اور پھر ہم اپنے رشتہ داروں اور دوستوں میں چلے جائیں گے لیکن جیسے جیسے دن گزرتے گئے ہماری یہ امید دم توڑتی گئی اور ہم قسمت پر شاکر ہو گئے۔ ابھی تک نہ تو کوئی جہاز ہی جزیرے کے قریب آیا تھا اور نہ جزیرے کے رہنے والے جنگلی باشندے ہماری نظروں کے سامنے سے گزرے تھے۔ ان جنگلی باشندوں کے بارے میں ہم نے یہ پڑھ رکھا تھا کہ وہ اجنبی لوگوں کو مسلم بھون کر کھا جاتے ہیں۔ اس لئے ہم اپنی تمام توجہ اپنے موجودہ گھر کو آرام دہ اور محفوظ بنانے میں لگائے رہے۔

اس زمانے میں ہم نے بہت سے کام کئے۔ ناریل کو کئی طرح سے پکانے

www.taemeernews.com

کی کوشش کی۔ لیکن اس کے مزے میں ہم کوئی تبدیلی نہ لا سکے۔ ایک مرتبہ ہم اس گھر کو چھوڑ کر ایک قریبی غار میں رہنے کو چلے گئے لیکن پھر ناپسند ہونے کی وجہ سے واپس آگئے۔

غلیم ہمیشہ کام کرتا رہتا تھا اس نے اس زمانے میں پتوار میں لگا ہوا لوہا نکال کر اس کو ایک بڑے چاقو میں تبدیل کر لیا تھا پہلے اس نے اس لوہے کو کلہاڑی سے خوب پیٹ کر پتلا کیا پھر اس کو ایک بھدے سے لکڑی کے دستے میں فٹ کر دیا۔ دستے کو اچھی طرح سے پکڑنے کے لئے غلیم نے اپنا رومال بھی دستے میں باندھ لیا۔ یہ کام جب ختم ہو گیا تو ہم ساحل کے قریب مچھلی کا شکار کھیلنے چلے گئے۔

ایک دن جب عزیز رسّی سے مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا تو اس نے غلیم سے کہا۔ "غلیم میں سمندر میں تمہاری سواری کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ سمندر میں بڑی بڑی مچھلیوں کا شکار کر سکوں۔

"پیارے عزیز۔ عزیز نے مزاحیہ لہجے میں جواب دیا۔۔۔ "میں مچھلی کھانے کا اتنا شوقین نہیں ہوں کہ اس کے لئے دریائی گھوڑا بن جاؤں۔" پھر غلیم نے دور پڑے ہوئے لکڑی کے ایک ٹھٹے پر نظریں جما دیں وہ ہمیشہ سوچتے وقت کسی بھی چیز پر نظریں جما دیا کرتا تھا۔

"کشتی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے" اس نے یکایک پوچھا۔

"بہت وقت لگ جائے گا۔۔۔" عزیز نے جواب دیا۔ "ہم انتظار نہیں کر سکتے۔۔۔"

غلیم نے پھر سوچا۔۔۔ "کام بن گیا" وہ چلایا "ہم ایک بڑے درخت کو کاٹ کر اس کے تنے کو اس کام میں لائیں گے۔ جب تم کو گہرے پانی کی مچھلیاں

www.taemeernews.com

پاٹنے کی ضرورت ہوا کرے گی تو تم اس لٹھے پر بیٹھ کر چلے جانا۔"

فیصلہ ہو جانے کے بعد ہم نے ایک مناسب سے درخت کے لئے آس پاس نظریں دوڑانا شروع کیں۔ یہ درخت ساحل سے زیادہ دور نہیں تھا بلکہ قریب ہی تھا۔ جب ہم اس کے نزدیک پہنچ گئے تو عظیم نے اپنا کوٹ ایک طرف اتار کر ڈال دیا، اور کلہاڑی سے اس درخت کے نچلے تنے پر تیزی کی وار کرنے لگا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ لگاتار کام کرتا رہا۔ جب وہ تھک کر بیٹھ گیا تو عزیز نے اس کی جگہ سنبھال لی۔ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد عظیم پھر اپنے کام میں جٹ گیا۔ اس کے بعد کچھ منٹوں میں درخت کٹ کر ایک پرشور آواز کے ساتھ زمین پر گر گیا۔

"ہرا"، عظیم نے خوشی سے نعرہ لگایا۔ "اب ہمیں اس کی شاخیں بھی کاٹ ڈالنی چاہئیں ——"

اتنا کہہ کر اس نے پھر ایک مرتبہ کلہاڑی اٹھائی اور تنے کی شاخوں کو قریب سے کاٹنے لگا۔ تقریباً چھ گز لمبا تنا کاٹ کر اس نے تین اور موٹی موٹی ٹہنیاں کاٹیں اور ان ٹہنیوں کی مدد سے اس تنے کو سمندر کی طرف لڑھکانا شروع کیا۔ لٹھا بہت بھاری تھا۔ ہم بڑی مشکل سے اسے سمندر تک لے جا سکے۔

اپنی کشتی کو کامیابی کے ساتھ سمندر میں اتارنے کے بعد ہم نے ان ٹہنیوں سے پتواروں کا کام لیا اور اپنی کشتی کو ان پتواروں کی مدد سے کھینے لگے لٹھا گول ہونے کی وجہ سے لڑھکنا چاہتا تھا ہم اس کو بہت مشکل سے اپنی ٹانگوں کی مدد سے روکے ہوئے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی مشق کے بعد ہم اس قابل ہو سکے کہ تنے کو سمندر میں لڑھکنے سے روک سکیں ہماری ٹانگیں تھکے

www.taemeernews.com

کے دونوں طرف لٹکی ہوئی تھیں۔ پاجامے گیلے ہو گئے تھے پھر بھی غنیمت یہ تھا کہ اوپر کی قمیصیں سوکھی تھیں۔ عزیز نے کھپرے دار مچھلی کو رسّی میں باندھ کر لٹکا رکھا تھا یہ کھپرے دار مچھلیاں سیپیوں جیسی ہوتی ہیں اس مچھلی کو رسی میں باندھ کر سمندر میں لٹکانے سے یہ فائدہ ہوتا کہ اگر کوئی بڑی مچھلی اس کو چارہ سمجھ کر نگل لیتی تو اس کے ساتھ ہماری رسّی بھی اس کے پیٹ میں چلی جاتی پھر ہم اس کو آسانی سے پانی کے اوپر کھینچ سکتے تھے۔ اس طرح ہمارے لئے یہ مچھلی کانٹے اور چارے دونوں چیزوں کا کام کرتی تھی۔

عزیز نے ایک مچھلی پکڑی۔

"ہاں عظیم" عزیز نے کہا —— "ذرا ہوشیاری سے سمندری پودوں سے بچ بچ کر چلو۔ ذرا آہستہ۔ ایک مچھلی آرہی ہے —— لو اس نے منھ مارا۔ وہ نکل گئی ——"

"کیا! اس نے منھ مارا تھا۔" عظیم نے پوچھا

"ہاں، مگر جیسے ہی میں نے رسّی کھینچنے کی سوچی اس نے اس کو اگل دیا۔

"پھر آئی" عزیز چلّایا اس کی آنکھیں خوشی کے مارے چمک رہی تھیں لیکن مچھلی نے اسے نگلا نہیں۔ وہ پھر واپس چلی گئی۔ عزیز نے چلّا کر کہا۔ "آخر یہ مچھلی اسے نگلتی کیوں نہیں ہے"

"کوئی بات نہیں عزیز ——" عظیم نے اسے دلاسہ دیا کوئی اور مچھلی پھنسے گی اب آگے چلتے ہیں۔"

ہم مشکل سے ہی ذرا آگے بڑھے ہوں گے کہ ایک بہت بڑے منھ والی مچھلی ایک چٹان میں سے نکلی اور اس کھپرے دار مچھلی کو ایک دم سے نگل گئی "نگل گئی۔ نگل گئی ——" عزیز خوشی کے مارے چلّایا پھر وہ بھی

www.taemeernews.com

اپنی طرف کھینچنے لگا۔ واہ کتنی بڑی ہے "

جیسے ہی مچھلی پانی کی سطح پر آئی ہم سب اس کو دیکھنے کے شوق میں آگے کی طرف جھک گئے توازن بگڑ جانے کی وجہ سے لٹھا ایک دم الٹ گیا اور ہم تینوں پانی میں ڈبکیاں کھانے لگے۔

پھر جیسے ہی ہم پانی کی سطح پر اٹھے ہم تینوں کا ہنسی کے مارے برا حال ہو گیا کیونکہ ہم اس وقت بھیگے ہوئے چوہے لگ رہے تھے۔

ہم جلد ہی لٹھے پر بیٹھ گئے۔ عزیز نے مچھلی کی بڑی حفاظت کی تھی ورنہ وہ ہاتھ سے نکل گئی ہوتی۔

حالانکہ مچھلی زیادہ بڑی نہیں تھی لیکن عزیز نے ہمیں بتایا کہ یہ ان مچھلیوں سے زیادہ بڑی تھی جو وہ پچھلے دو تین دنوں سے پکڑ رہا تھا۔ ہم نے اس کو اپنے سامنے لٹھے پر رکھ لیا۔ عزیز نے ایک اور کھپرے دار مچھلی رسی میں باندھ کر سمندر میں لٹکا دی۔

شارک کا حملہ

ابھی ہم اپنے اس کھیل میں مشغول ہی تھے کہ ہمیں اپنے سے چند گز کے فاصلے پر سمندر کی سطح پر کچھ حرکت ہوتی محسوس ہوئی۔ عزیز نے چلا کر ہمیں اس طرف کشتی چلانے کا حکم دیا۔ اس کے خیال میں وہاں کوئی بڑی مچھلی حرکت کر رہی تھی مگر عظیم نے اس کے حکم کی تعمیل کے بجائے بہت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اپنی ڈور واپس کھینچ لو عزیز اور جلدی سے پتوار پکڑ کر ساحل کی طرف کھینا شروع کر دو۔ یہ شارک ہے ۔۔۔ "

www.taemeernews.com

ہمارا اس وقت جو حال ہوا ہوگا اس کا آپ سب آسانی سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ہماری ٹانگیں سمندر کے پانی میں تھیں۔ اگر ان کو پانی سے اوپر کرتے تو اپنی اس لیٹھے نما کشتی کو اڑ ھکنے سے روک نہ سکتے تھے۔ عزیز نے فوراً ہی اپنی رسّی اوپر کھینچ لی اور اپنی پوری طاقت سے کشتی کھینچنے لگا۔ ہم دونوں بھی اپنی اس لیٹھے نما کشتی کو پوری طاقت کے ساتھ ساحل کی طرف کھینچنے لگے۔ ساحل کافی دور تھا۔ ہم لوگ بڑی مچھلیوں کے لالچ میں ساحل سے کافی دور آگئے تھے۔ لٹھا بہت بھاری تھا۔ ہم لوگوں کو اسے جلدی جلدی کھینچنے میں بہت پریشانی ہو رہی تھی۔ بہت زیادہ زور لگانے کے بعد لٹھا سمندر میں بہت کم آگے کھسک پاتا تھا۔ اب ہم شارک کو صاف طور سے اپنے چاروں طرف چکّر لگاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اس کو تیزی سے اور لگاتار اپنے چاروں طرف چکّر لگاتے ہوئے دیکھ کر عظیم نے سمجھ لیا تھا کہ یہ اب ہم پر حملہ کرنے والی ہے۔ اس لئے اس نے ہم سے صاف طور پر یہ کہہ دیا تھا کہ اگر ہم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہیں تو جتنی جلدی ہو سکے کشتی کھینچ کر ساحل کے قریب ہو جائیں پھر یکایک وہ چلّا کر بولا۔ دیکھو! وہ ہمارے قریب آگئی۔ ایک ہی سکنڈ میں شارک غوطہ مار کر ہمارے قریب ہو گئی تھی مگر پتواروں سے پانی اڑنے کی وجہ سے وہ ڈر کر پھر ہمارے چاروں طرف چکّر لگانے لگی تھی۔

عظیم نے اس کا دھیان ہم لوگوں کی طرف سے ہٹانے کے واسطے عزیز سے تیز مگر آہستہ آواز میں کہا —— "مچھلی اس کی طرف پھینک دو۔"

عزیز ایک نے تو اس کا حکم ماننے میں ہچکچایا۔ مگر جان پر بنی ہوئی تھی اس لئے اس نے مچھلی شارک کی طرف اچھال دی جیسے ہی مچھلی پانی میں گری

www.taemeernews.com

شارک بھی اس کے ساتھ ہی غائب ہو گئی۔ مگر دوسرے لمحے ہی وہ پانی کی سطح پر ابھری۔ اس کا خوفناک جبڑہ کھلا ہوا تھا۔ منہ میں بڑے بڑے دانتوں کی دوہری قطاریں تھیں۔ شارک نے مردہ مچھلی کو اسی لمحہ نگل لیا۔ وہ پھر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ ہم لوگوں نے یہ سمجھ کر اطمینان کی سانس لی کہ اس نے شاید ہمارا پیچھا چھوڑ دیا۔ لیکن اگلے ہی لمحے وہ پھر ہمارے قریب چکر کاٹ رہی تھی خوف سے ہم لوگوں کا خون جم گیا۔

"کھینا بند کرو" عظیم نے یکایک چلا کر کہا ـــــ "اب وہ ہمارے پیچھے آ رہی ہے۔ خالد اور عزیز ہماری زندگی بس اس میں ہی ہے کہ تم اس لٹھے کو الٹنے نہ دو ـــ تم لوگ اب شارک کی فکر نہ کرو بس یہ کوشش کرتے رہو کہ یہ لٹھا الٹنے نہ پائے اسی میں ہی ہماری زندگی ہے۔"

عزیز اور میں نے ویسا ہی کیا جیسا کہ ہم سے عظیم نے کہا تھا۔ ہم دونوں کو عظیم پر بڑا بھروسہ تھا۔ اس بات پر یقین کر کے کہ ہماری جان اب بھی بچ سکتی ہے ہم دونوں اس کوشش میں لگ گئے کہ لٹھا کسی طرح الٹنے نہ پائے۔ چند سکنڈ جو ہمارے لئے بہت لمبا عرصہ ہو گیا تھا ـــــ ہم لوگ خاموش بیٹھے رہے لیکن میں اپنے آپ کو پیچھے مڑ کر دیکھنے سے نہیں روک سکا۔ حالانکہ عظیم نے ہمیں پیچھے مڑ کر دیکھنے سے منع کر دیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ عظیم خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پتوار کو تھامے ہوئے اوپر اٹھے ہوئے تھے۔ اس کا منہ اس کا منہ سختی کے ساتھ بند تھا۔ بھوئیں سکڑی ہوئی تھیں ـــــ آنکھیں سمندر میں کسی چیز کو خوف و دہشت سے دیکھ رہی تھیں میں نے یہ بھی دیکھا کہ شارک اب لٹھے کے بالکل نزدیک آ گئی تھی وہ عظیم کی ٹانگ پکڑنے کا نشانہ لگا رہی تھی۔ میں بڑی مشکل سے اپنی چیخ روک سکا دوسرے ہی لمحے شارک اوپر اٹھی عظیم نے بڑی پھرتی سے اپنی ٹانگ اوپر کھینچ لی۔

www.taemeernews.com

شارک کا بھاری عظیم الشان سر پیچھے سے ٹکرایا اس کا خوفناک جبڑہ کھلا ہوا تھا۔ عظیم نے فوراً اس کے منھ میں پتوار گھبیڑ دی عظیم نے اتنی طاقت سے وہ پتوار اس کے منھ میں گھسیڑی تھی کہ وہ اپنے پورے پیروں پر کھڑا ہو گیا تھا۔ شارک کا سر ٹکرانے کی وجہ سے اور عظیم کے بیٹھے پر کھڑے ہو جانے کی وجہ سے بیڑے کا توازن بگڑ چکا تھا ـــ اور پھر ایک بار ہم سمندر میں تھے۔

"اب تیزی سے ساحل کی طرف تیرو" عظیم نے چلا کر کہا۔

"عزیز تم میری قمیص پکڑ لو ـــ اور جتنی تیزی سے تیر سکتے ہو تیرو۔"

عزیز نے عظیم کی قمیص پکڑ لی اور ساحل کی طرف تیزی سے تیرنا شروع کر دیا عزیز اتنی تیزی سے تیر رہا تھا کہ اس پر اس کشتی کا گمان ہونے لگا تھا جس کو کوئی تجربے کار ملاح اکیلے ساتھ چلا رہے ہوں، میں بڑی مشکل سے اس کا ساتھ دے سکا۔ ہم کچھ ہی منٹوں میں ساحل کے قریب ہو گئے۔ یہاں پانی زیادہ نہیں تھا اس نے شارک کو ہمارا پیچھا چھوڑ دینا پڑا ـــ اور کچھ دیر بعد ہی ہم ساحل پر ریت کے اوپر پڑے ہوئے ہانپ رہے تھے۔

ہمارے ساتھ یہ پہلا بڑا خطرہ تھا جو ہمیں شارک کی شکل میں اس جزیرے پر اترنے کے بعد پیش آیا تھا اس سے ہم لوگوں کو کافی سبق مل گیا تھا اب ہم لوگ اس بات پر مجبور ہو گئے تھے کہ ساحل کے قریب رہ کر ہی مچھلی پکڑا کریں۔ ہم سمندر میں پہلے کافی دور دور تک تیرنے اور غوطے لگانے جایا کرتے تھے۔ لیکن اب شارک کے حملے کے بعد سے ہمارا گہرے سمندر میں جانا بہت کم ہو گیا تھا گہرے سمندر میں ہم نے اپنا مچھلی پکڑنا اس وقت تک کے لئے ملتوی کر دیا تھا جب تک کہ ہم کوئی کشتی بنانے میں کامیاب نہیں ہو جاتے۔

شارک کے حملے سب سے بڑی رکاوٹ ہمارے صبح کے غسل پر پڑی تھی۔ پھر بھی

www.taemeernews.com

ہم سمندر کے ساحل کے نزدیک ہی نہانے لگے لیکن عظیم اور مجھ کو ساحل کے قریب نہانے میں مزہ نہیں آتا تھا۔ دراصل ہم دونوں کو گہرے سمندر کی تہہ دیکھ کر بہت خوشی محسوس ہوتی تھی۔

ہم بہت اچھے غوطہ خور ہو گئے تھے۔ عظیم کو جب پانی میں شرارت سوجھتی تھی تو وہ سمندر کی تہہ میں کسی مونگے کی چٹان پر بیٹھ کر میری طرف دیکھ کر طرح طرح کی شکلیں بنایا کرتا تھا۔ پہلی مرتبہ تو میں اس کے عجیب و غریب چہرے کو دیکھ کر اپنی ہنسی نہیں روک سکا۔ لیکن بعد میں جب مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ مجھ کو ہنسانے کی کوشش کرتا ہے تو میں بھی اپنی ہنسی پر قابو پا لیا کرتا تھا۔

میں اکثر یہ سوچا کرتا تھا کہ بیچارہ عزیز ہمارے بغیر ساحل کے قریب اوپر سمندر کی سطح پر کیا سوچا کرتا ہوگا۔ عزیز خود بھی اکثر اس بات پر افسوس کیا کرتا تھا کہ وہ ہمارا ساتھ گہرے سمندر میں نہیں دے سکتا میں اس کو تمام وہ باتیں بتا کر جو ہم گہرے سمندر کی تہہ میں دیکھا کرتے دلاسہ دیا کرتا تھا۔ لیکن یہ چیز اس کو اور رنجیدہ کر دیا کرتی تھی آخر کار ایک دن وہ ہمارے ساتھ تہہ میں چلنے کے لئے راضی ہو گیا عزیز حالانکہ بہت بہادر لڑکا تھا۔ لیکن وہ سمندر کی تہہ میں جانے سے بہت ڈرتا تھا۔ ہم بڑی مشکل سے اسے غوطہ لگانے پر راضی کر سکے۔ ہم سمندر میں مشکل سے ہی ایک گز نیچے گئے ہوں گے کہ اس نے اپنی لاتیں چلانی شروع کر دیں۔ اس لئے ہم اس کو چھوڑ دینے پر مجبور ہو گئے سطح پر آنے کے بعد اس نے ایک گہری اور لمبی سانس لی اور جلدی جلدی ساحل کی طرف تیرنے لگا۔

ہماری ساری خوشی ہوا ہو گئی۔ عظیم اور میں اپنے آپ کو بہت رنجیدہ محسوس

www.taemeernews.com

کرنے لگے۔ عزیز کو بھی اس بارے میں بہت افسوس ہوا لیکن پھر اس نے گہرے سمندر کے بارے میں کبھی بات ہی نہیں کی

پانی کا باغ

جیسا کہ قاعدہ ہے کہ انسان پر جب مصیبتیں پڑنی شروع ہو جاتی ہیں تو وہ ان کے بچاؤ کے راستے بھی نکالنا شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح ہم نے بھی جزیرے کے آس پاس بہت سی مونگوں کی پہاڑیوں میں پانی کی ایک ایسی گہری جھیل کی تلاش جاری رکھی جو ہماری غوطہ خور طبیعت کے لئے سکون میسر کر سکتی ہو۔ ایسی جھیل جس میں شارک اور دریائی گھوڑے جیسے بڑے جانور کا گزارہ بھی نہ ہو سکے تھوڑے دنوں کی تلاش میں ہمیں ایک ایسی جھیل مل گئی۔ یہ جھیل ہمارے پہاڑیوں پر بنائے ہوئے گھر سے دس منٹ کے فاصلے پر تھی اس کے چاروں طرف سے بڑی بڑی پہاڑیوں نے گھیر رکھا تھا صرف ایک تپلا سا راستہ اس جھیل کو گہرے سمندر سے ملاتا تھا۔

اس جھیل یا خلیج کو ہم نے ، پانی کے باغ ، کا نام دیا۔ ہمارے اس پانی کے باغ میں عجیب لال ہرے نیلے پیلے سمندری پودے تھے عجیب و غریب شکلوں کے مونگے تھے۔ طرح طرح کی رنگ برنگی مچھلیاں تھیں پانی میں یہ تمام چیزیں بہت چمکدار اور خوبصورت نظر آتی تھیں پانی اتنا صاف تھا کہ سمندر کی سطح پر سے ہر آدمی اس کی تہہ کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ سب سے زیادہ گہری جگہ کو ایک پہاڑی نے اوپر سے جھک کر ڈھک رکھا تھا یہاں پر عزیز بیٹھ کر ان تمام چیزوں کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا جن کے بارے میں ہم اسے اوپر آکر بتایا کرتے تھے۔ وہ ہم دونوں کو بھی سمندر میں اِدھر سے اُدھر حرکت

www.taemeernews.com

کرتے ہوئے دیکھ سکتا تھا ہم دونوں کے دیر تک سمندر میں رہنے کی وجہ سے عزیز نے ہمیں سمندری مخلوق کا نام دے رکھا تھا۔

اس زمانے میں ہمارا روز کا یہ معمول تھا کہ ہم روزانہ سمندر کی تہہ میں جا کر وہاں کے رہنے والے جانوروں کے بارے میں نئی نئی کھوج کرتے تھے اس وقت ہم انھیں ــــ ایسی ایسی حالت میں اور ایسی ایسی باتیں کرتے ہوئے دیکھتے تھے جن کے بارے میں ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے ان سب باتوں کے علاوہ ہم مونگے کی نقل و حرکت اور کاموں کے بارے میں بہت دلچسپی لیتے تھے یہ وہ چھوٹا سا جانور تھا جس کے بارے میں عظیم نے ہمیں بتایا تھا کہ ان تمام مونگوں کے کام سے ہی یہ تمام بحر الکاہل کے جزیرے بنے تھے جب ہم نے مونگوں سے بنے ہوئے اس عظیم الشان ساحل پر نظر ڈالی تو ہمیں یقین کرنا ہی پڑا۔ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے ان چھوٹے بڑے مونگوں کو لگاتار کام کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

میں مونگوں کے علاوہ سمندر میں رہنے والے اور بھی جانوروں کے رہن سہن میں دلچسپی لیتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے اپنے اس سمندری جانوروں کی ایک تجربہ گاہ بھی بنائی تھی۔ میں نے مونگے کی ایک چٹان میں کافی بڑا گڑھا بنا کر اس میں مختلف قسموں کے سمندری جانوروں کو رکھ دیا تھا فرصت کے وقت میں اس گڑھے کے قریب بیٹھ کر ان کی زندگی کا مطالعہ کرتا تھا۔ دوربین کا شیشہ اس زمانے میں میرے لئے ایک بڑے خزانے سے کم اہمیت نہیں رکھتا تھا کیونکہ اس شیشے سے یہ تمام چھوٹی چھوٹی چیزیں بہت بڑی بڑی نظر آیا کرتی تھیں۔ میں بہت حیرت سے ان کیڑوں کو دیکھتا تھا۔ یہ کیڑے آنکھ سے دیکھنے پر تو اتنے عجیب و غریب نظر نہیں آیا کرتے تھے جتنے دوربین کے شیشے سے دیکھنے پر نظر آتے تھے۔

www.taemeernews.com

میں دوربین کے شیشے سے ان کی عجیب و غریب شکلیں اور عادتیں دیکھ کر بہت خوش ہوا کرتا تھا۔

چھٹا باب

جزیرے میں گھومنے کا پروگرام

کافی دن آرام سے گذارنے کے بعد ہم لوگوں نے یہ پروگرام بنایا کہ ایک دن اس سارے جزیرے کی سیر کی جائے جزیرے میں گھومنے کے ساتھ ساتھ ہمارا مقصد یہ بھی تھا کہ ہم اس میں ایسی چیزیں تلاش کرتے جو ہمارے لئے فائدہ مند ہو سکتی تھیں۔ ہم یہ بھی دیکھنا چاہتے تھے کہ ہمیں گھر کے لئے اور بھی بہتر جگہ مل سکتی ہے یا نہیں یا پورے جزیرے میں یہ ہی سب سے زیادہ اچھی جگہ ہے۔

ہم نے کئی مرتبہ اس سلسلے میں سنجیدگی سے بات چیت کی۔ لیکن عظیم نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ ہمارے پاس اس قسم کا سفر شروع کرنے سے پہلے مناسب ہتھیار ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ہمارا ارادہ نہ صرف ساحل کے چاروں طرف گھومنے کا تھا بلکہ اندر وادیوں میں بھی جانے کا تھا وہاں پر ہمارے ساتھ کوئی بھی بات پیش آسکتی تھی۔ لفظ خطرہ کو اس نے صاف طور سے نہیں کہا تھا لیکن یہ بات ہم تینوں جانتے تھے کہ پتہ نہیں کس وقت کیا ہو جائے۔؟

"اس کے علاوہ عظیم نے کہا — "یہ بھی اچھا نہیں ہے کہ ہم ان کھڑے دار مچھلیوں اور ناریلوں پر ساری زندگی گذار دیں۔ یہ بات نہیں کہ یہ اچھی اور مزے دار چیزیں نہیں ہیں" بلکہ یہ بات ہم جیسے فطرت پسند نوجوانوں اور جاسوسوں کے لئے قابل شرم تھی ہم نے اپنے شہر میں جاسوسوں کی ایک جماعت "سیکریٹ فرینڈز" کے نام سے بنا رکھی تھی اس سوسائٹی میں

www.taemeernews.com

اور بھی کئی لڑکے اور لڑکیاں تھیں لیکن اس سفر میں ان کے گھر والوں نے شامل ہونے کی اجازت نہیں دی تھی۔

"اگر ہم تیر کمان بنالیں تو درختوں پر سے پرندوں کو مار کر اپنے کھانے کے کام میں لا سکتے ہیں۔" غلیم نے کہا ——— "لیکن کمانیں تم تیار کروگے۔ میں تیر بناؤں گا۔ حقیقت میں، میں پرندوں کو پتھروں سے مارتے مارتے تھک گیا ہوں۔ بڑی مشکل سے ایک آدھ پرندہ نشانے پر آتا ہے ——— "

"تم بھول رہے ہو ——— " میں نے کہا۔ "اس دن تم نے تقریباً میری ٹانگ توڑ دی تھی۔"

"بالکل ٹھیک ہے ——— " عزیز نے کہا ——— "حالانکہ اس دن تم مجھ سے چار گز کے فاصلے پر تھے۔ میں اس طوطے کا نشانہ لگا رہا تھا لیکن پتھر تمہارے جا کر لگا۔"

"لیکن غلیم" میں نے کہا ——— "تم تین کمانیں کل سے پہلے نہیں بنا سکو گے۔ اس میں کافی وقت لگ جائے گا۔ اب تم اپنے لئے ایک کمان اور کچھ تیر تیار کرلو۔ ہم دونوں خود کو لکڑیوں سے مسلح کرلیں گے ——— "

"چلو ٹھیک ہے ——— " غلیم نے کہا ——— "میں اب شام ہونے سے پہلے ایک کمان تیار کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر رات ہو جائے گی تو میں آگ کی روشنی میں کام کرلوں گا ——— "

"ہمیں یہ کام سونے سے پہلے ہی ختم کرلینا چاہیئے۔ رات میں کام ٹھیک طریقے سے نہیں ہوگا۔ رات آرام کے لئے ہے۔" میں نے کہا۔ "لیکن چونکہ ہمیں دوسرے دن ایک لمبے سفر پر جانا تھا اس لئے ہم کو رات کو بھی کام کرنا پڑا۔

"تم نے آگ جلائی ——— " عزیز نے غلیم سے پوچھا۔

www.taemeernews.com

"ہاں" عظیم نے جواب دیا ——— "لیکن یہ تو بہت زیادہ ہے۔"

"یہ تو واقعی ہمیں بھون ڈالے گی۔"

"اچھا! ذرا میں سوچ لوں ———" عظیم نے کہا ——— "ہو سکتا ہے کہ مجھے اس جزیرے پر کوئی ایسا درخت مل جائے جس کو یہاں کے باشندے آگ جلانے کے لئے استعمال کرتے ہوں ——— کوئی ایسا درخت جس کو ہم مشعل کے طور پر استعمال کر سکیں۔

"لیکن تم نے ہمیں پہلے کیوں نہیں بتایا تھا" عزیز نے سوال کیا۔

"کیونکہ پہلے یہ درخت میں نے کبھی دیکھا نہیں تھا۔ اب بھی مجھے نہیں معلوم کہ یہ درخت مجھ کو یہاں پر مل جائے گا! اس درخت کا پھل بہت چھوٹا ہوتا ہے اس کی پتیاں سفید رنگ کی ہوتی ہیں۔ ویسے مجھے اس درخت کے یہاں پر ملنے کی امید نہیں ہے۔"

"آہا ——— ہم" عزیز چلایا ——— "میں نے پہلے ہی دن ایک ایسا درخت دیکھا تھا۔"

"تم نے اسے دیکھا تھا؟" عظیم نے حیرت سے سوال کیا۔ "کیا وہ یہاں سے کافی فاصلے پر ہے ———"

"نہیں زیادہ نہیں ادھا میل دور ہو گا ———"

"تو پھر ہمیں وہاں تک لے چلو ———" عظیم نے اپنی کلہاڑی پکڑتے ہوئے کہا ———

کچھ ہی دیر بعد ہم جنگل میں جھاڑیوں کو ہٹا رہے تھے۔ عزیز سب سے آگے تھا ———

ہم بہت جلد اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں عزیز نے اس درخت کو بتایا تھا۔

www.taemeernews.com

عظیم نے اس درخت کو بہت غور سے دیکھا۔ غور سے دیکھنے کے بعد بالآخر وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ ہی ہمارا مطلوبہ درخت تھا۔

اس درخت کی پتیاں چاندی کی طرح سفید تھیں۔ یہ آس پاس کے درختوں میں بہت عجیب وغریب لگتی تھیں۔ عظیم کے کہنے پر ہم دونوں نے اس کے خول والے پھل اپنی جیبوں میں بھر لیے۔

"اب عزیز" عظیم نے کہا۔۔۔ "تم ناریل کے ایک درخت پر چڑھ جاؤ اور اس میں سے ایک لمبی سی شاخ کاٹ کر نیچے پھینک دو۔۔۔۔"

یہ کام بھی جلدی ہو گیا۔ حالانکہ اس درخت کا تنا کافی اونچا تھا۔ عزیز پہلے بھی ناریل کے درختوں پر ناریل توڑنے کے واسطے چڑھا تھا لیکن اتنے اونچے درخت پر وہ آج تک نہیں چڑھا تھا۔

عظیم نے ناریل کی اس شاخ کی لکڑی کو لیکر تو کئی پتلے پتلے حصوں میں کاٹا اس کے بعد اس نے خول والے پھلوں میں بیچ میں چھید کئے پھر اس نے ناریل کی پتلی پتلی شاخوں کو ان خولوں میں گھسا کر ایک ہار سا بنا دیا پھر اس نے ان میں آگ لگا دی ہماری خوشی سے چیخیں نکل گئیں۔ ہم نے دیکھا کہ وہ پھل بڑی اچھی روشنی دے رہے تھے۔ عزیز تو مارے خوشی کے ناچنے لگا۔

"اب دوستو" عظیم نے کہا۔۔۔ "آگ بجھا دو۔ سورج ایک گھنٹے میں غروب ہو جائے گا اس لئے اب ہمیں درخت برباد نہیں کرنا چاہیئے میں اب ایسا درخت کاٹتا ہوں جس سے میں آسانی سے ایک کمان بنا سکوں۔ تم لوگ بھی اپنے لئے اچھی سی دو لکڑیاں ڈھونڈ لو۔۔۔۔ اب ہم اندھیرا ہوتے ہی کام شروع کر دیں گے۔"

اتنا کہہ کر اس نے کلہاڑی اپنے شانے پر لٹکائی اور روانہ ہو گیا۔ عزیز بھی

www.taemeernews.com

اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گیا۔ میں وہیں رکا ہوا ناریل سے بنے ہوئے روشنیوں کے اس ہار کو دیکھتا رہا۔ میرے دونوں ساتھی جلد ہی اپنا اپنا کام ختم کر کے واپس گئے۔

"جیسا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا۔" عزیز چلایا۔ "تم ہمیں یہیں ملو گے — اس لئے میں تمہارے لئے بھی ایک لمبی سی لکڑی ڈھونڈ لایا ہوں — لو پکڑو۔"

"شکریہ — عزیز" میں نے کہا — "تمہارے لئے یہی بہتر ہوگا کہ مجھے کچھ کہنے کے بجائے میرے لئے کام کرو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں بہت کمزور ہو گیا ہوں —"

اب اندھیرا ہو چلا تھا اس لئے ہم نے آگ جلا لی۔ یہ بہت اچھی روشنی دے رہی تھی۔ ہم لوگوں نے کام شروع کر دیا۔

"میں اپنے مطلب کی کمان بنانا چاہتا ہوں —" عظیم نے کہا — وہ لکڑی کے اس ٹکڑے کو کاٹنے لگا جس کو وہ اپنے ساتھ اسی لئے لے آیا تھا کمان ایسی ہونی چاہیئے جو ایک دم وار کرے۔ "عزیز تم کیا کر رہے ہو۔" اس نے اپنی بات کے بیچ میں عزیز سے ایک دم سوال کیا۔ عزیز ایک لمبی سی لکڑی میں لوہے کا ایک ٹکڑا لگا رہا تھا۔

"جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو عظیم —" اس نے کہا — "میں ایک بھالا بنانا چاہتا ہوں —"

"بہت اچھا عزیز —" عظیم نے جواب دیا "لیکن کافی لمبا ہونا چاہیئے۔ پھر تم کو کوئی شکست نہیں دے سکے گا۔"

عزیز نے جو بتی کاٹی تھی، وہ تقریباً بارہ فٹ لمبی تھی۔ ایک کونے پر لوہا لگا کر اس نے اسے ایک بھالے کی شکل دے دی تھی۔

www.taemeernews.com

"بہت اچھا خیال ہے" میں نے بھی عظیم کی بات کی تائید کی۔

"اس کے بارے میں" عزیز نے بھالے کی نوک پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا

"ہاں" میں نے جواب دیا۔ "میں بھی ایک گوپھن بناؤں گا اس سے میں کافی دور بیٹھے پرندوں کا بھی شکار کر سکوں گا۔"

ایک بہت ہی عجیب و غریب آواز

میں نے بھی گوپھن بنانے کا کام شروع کر دیا۔ کافی دیر تک ہم تینوں خاموشی سے کام کرتے رہے ہم ابھی اپنے کام میں مشغول ہی تھے کہ ہمیں کافی دور سے ایک عجیب و غریب ڈراونی آواز سنائی دی۔ یہ ڈراونی آواز سمندر کی طرف سے آئی تھی۔ کافی دور ہونے کی وجہ سے ہم ابھی کی سمت کا ٹھیک طریقے سے اندازہ نہیں کر سکے تھے۔ ہم تینوں دوڑتے ہوئے اپنے گھر سے نکل کر ساحل کے نزدیک جا کر کھڑے ہو گئے۔ آواز پھر دوبارہ اور کافی تیز سنائی دی۔ چودھویں کا چاند آسمان پر اپنی بہار دکھا رہا تھا۔ اس کی صاف روشنی میں ہمیں دور سمندر میں کئی جزیرے نظر آ رہے تھے لیکن ہم کو دور تک کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس کو ہم اس آواز کا حامل سمجھ سکتے ___ سمندر سے ایک بار پھر زور کی ہوا اٹھی۔ یہ ہوا ایک بار پھر اس خوفناک آواز کو ہمارے جزیرے کے ساحل پر بہا لائی۔ آواز ختم ہو جانے کے بعد کافی دیر تک ہم لوگ سمندر کی طرف دیکھتے رہے۔

"یہ کیا چیز ہو سکتی ہے ___" عزیز نے کہا ___ "ہم تینوں ایک دوسرے کے قریب ہو گئے تھے۔

"مجھے معلوم ہے ___" عظیم نے کہا ___ "میں اس آواز کو پہلے بھی دو بار سن چکا ہوں۔ لیکن جب یہ اتنی تیز نہیں تھی۔ آج یہ آواز بہت تیز ہے۔

www.taemeernews.com

پہلے تو یہ آواز مجھے اتنی ہلکی سنائی دی تھی کہ میں اسے اپنے سننے کی غلطی سمجھا تھا اس وجہ سے میں نے تم لوگوں کو نہیں بتایا تھا۔

ہم لوگ وہاں کافی دیر تک کھڑے ہوئے اس آواز کو پھر سننے کی کوشش میں لگے رہے۔ لیکن یہ آواز پھر نہیں آئی۔ ہم لوگ اپنے گھر لوٹ کر اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے۔

"بہت ہی عجیب بات ہے" عزیز نے کہا۔ "خالد تم بھوتوں پر یقین رکھتے ہو" عزیز بہت سنجیدہ تھا وہ کافی خوف زدہ لگ رہا تھا۔

"نہیں" میں نے مختصر سا جواب دیا۔ لیکن اس عجیب و غریب آواز نے میرے اس یقین میں کچھ شبہہ ڈال دیا ہے۔"

"نیلم تمہارا کیا خیال ہے ——؟"

"میں نہ تو بھوتوں پر یقین کرتا ہوں اور نہ کوئی میرے اس یقین میں شبہہ ڈال سکتا ہے۔" اس نے جواب دیا —— "مجھے اپنی زندگی میں آج تک کسی بھوت سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ ہی میں ایسے لوگوں سے ملا ہوں جو خود بھوت سے مل چکے ہوں۔ ہم لوگوں کی زندگی میں بہت سی عجیب و غریب باتیں ہوئی ہیں یہ تم دونوں اچھی طرح جانتے ہو ہم لوگ بہادر سیکرٹ فرینڈز ہیں۔ ہم لوگوں نے بہت سی عجیب و غریب باتوں کی کھوج کی ہے لیکن جب وہ ہمارے سامنے کھل کر آئی ہیں تو ہم نے ان کو بہت آسان پایا ہے میں اس وقت یقینی طور پر یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ یہ آواز کس چیز کی ہوگی لیکن ہم بہت جلد اس کا پتہ چلا لیں گے۔

ہم نے اپنے ہتھیاروں سے مشق کی

اگرچہ ہم نے دوسرے دن کے سفر کی تیاریاں پوری کر لی تھیں لیکن پھر بھی

www.taemeernews.com

ہم نے سوچا کہ بہتر یہی ہوگا کہ ہم آنے والے دن میں اپنے ہتھیاروں سے مشق کریں گے۔ یہ اچھا ہی ہوا۔ دوسرے دن جب ہم نے اپنے ہتھیاروں سے مشق کی تو ہمیں معلوم ہوا کہ وہ ابھی ٹھیک طور سے بنے نہ تھے۔ ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی احساس ہوا کہ ہمیں ان ہتھیاروں کے استعمال کا طریقہ بھی نہیں آیا تھا۔ سب سے پہلے عظیم کو یہ معلوم ہوا کہ اس کی کمان بہت بڑی تھی اس کو اسے چھوٹا اور تپلا کرنا تھا عزیز کا بھالا بھی کافی موٹا تھا اس کو بھی تپلا کرنا تھا۔ ویسے تو وہ لمبا بھی کافی تھا لیکن عزیز اس کو چھوٹا کرنے پر راضی نہیں ہوا تھا۔ بس میرا گوپھن بہت اچھا کام کر رہا تھا لیکن چونکہ مجھے اس کے چلانے کی مشق نہیں تھی اس لئے میرا پہلا پتھر ایک پرندے کے لگنے کے بجائے عزیز کے سر پہ جا کر لگا —— پورے دن مشق کرنے کے بعد آخر ہم تینوں جلد ہی اس قابل ہو گئے کہ اپنے ہتھیاروں کو ٹھیک طریقے سے استعمال کر سکیں۔ عزیز نے بھی دوڑنے کی کافی مشق کر لی تھی اب اس کا نشانہ بھی اکثر درخت پر لگ جایا کرتا تھا۔

میرا خیال ہے کہ ہماری اس تیز رفتاری کی وجہ عظیم تھا۔ عظیم نے ہم کو سارا دن اپنے ہتھیاروں کی مشق کرنے میں مشغول رکھا آخر رات آ گئی ہم لوگوں نے ایک بار پھر اپنے ہتھیاروں کی مرمت کی ہم لوگ دن بھر کی کڑی محنت کی وجہ سے بہت تھکے ہوئے۔ لیکن یہ چیز بھی بہت ضروری تھی کیونکہ ہم صبح سویرے ہی اپنا سفر شروع کر دینا چاہتے تھے۔

ساتواں باب

عجیب و غریب بادل

سورج نے مشکل سے ہی اپنی پہلی کرن بکھیر لکا بس پہ پھینکی ہوگی کہ عزیز جاگ ،

www.taemeernews.com

گیا۔ اس نے چیخ کر عظیم کو جگایا پھر وہ معمول کے مطابق ساحل پر نہانے کے لئے دوڑتا ہوا چلا گیا۔ ہم بھی نہانے کے واسطے اپنی جھیل پر گئے۔ وقت بچانے کی خاطر ہم نے اس میں غوطے نہیں لگائے بلکہ کنارے پر ہی مل مل کر نہا لئے۔ ناشتہ کیا اور ایک گھنٹے میں تیار ہو گئے۔

عظیم نے اپنے کپڑوں کے علاوہ اپنی کمر پر ناریل کے پتوں سے بنی ہوئی ایک بیلٹ باندھنے کو کہا۔ ہمارے ہتھیار دور سے پھینک کر مارنے کے واسطے تو ٹھیک تھے لیکن اگر ہماری کسی جانور سے مڈبھیڑ ہو جاتی تو وہ کسی کام نہ آتے اس لئے ہم دونوں نے بھی اپنی اپنی کمر کے گرد ایک ایک بیلٹ باندھ کر ایک ایک لکڑی سی اڑا رکھی تھی۔

ہم لوگوں نے اپنے ساتھ کھانا بھی لے جانا زیادہ ضروری نہیں سمجھا تھا پورے جزیرے میں ناریلوں کی بہتات تھی اس لئے ان پھلوں کو اپنے ساتھ کھانے کے لئے لے کر چلنا بیوقوفی تھی۔ جیسا کہ عزیز نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ کھانا، پینا کپڑا تینوں چیزیں ہمیں اس درخت سے مل سکتی تھیں۔ ہاں دوربین کے شیشہ میں نے بڑی حفاظت سے اپنی جیب میں رکھا تھا۔ اس کے بغیر ہمیں آگ جلانے میں بہت دشواری پیش آ سکتی تھی۔

آدھا میل چلنے کے بعد وادی کچھ نیچے ہو گئی تھی ہمارا گھر اب ہماری نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ پہاڑی سے اترنے کے بعد ہمیں ایک چھوٹی سی وادی نظر آئی۔ اس وادی میں جنگلات بے حد گھنے اور خوبصورت تھے یہاں درختوں میں رہنے اور مستا بندروں کی کافی تعداد دیکھنے کو ملی ہم قدرت کی اس بے پناہ خوبصورتی کو دیکھنے کے لئے رکنے ہی والے تھے کہ عزیز نے ہمیں ساحل کی طرف متوجہ کیا۔

www.taemeernews.com

عجیب و غریب نظارہ

"ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ——؟" اس نے کہا۔ وہ اپنا بھالا اس طرح تولنے لگا کہ جیسے اس کو وہاں سے کسی حملے کی توقع ہو حالانکہ وہ جگہ یہاں سے آدھے میل کے فاصلے پر تھی۔

جیسے ہی وہ بولا اس جگہ سے ایک سفید سا بادل اٹھا کہ جیسے کسی انجن نے اسٹیم چھوڑ دی ہو۔ یہ بادل کئی فٹ اوپر اٹھا اور پھر غائب ہو گیا۔ اگر یہ چیز سمندر کے قریب ہوتی تو ہمیں بالکل تعجب نہیں ہوتا ہم سمجھ جاتے یا تو یہ لہریں ہیں یا پھر یہ ان کا جھاگ ہے لیکن یہ چیز سمندر سے کافی دور ساحل پر ہو رہی تھی وہاں پر کوئی پانی کی خلیج بھی نہیں تھی ہم سمندر کی لہروں کو کافی دور چٹانوں سے ٹکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اور یہ چیز سمندر سے پچاس گز کے فاصلے پر جزیرے کے اندر ہو رہی تھی۔ اس جگہ پہاڑیاں کافی ناہموار تھیں اور کئی جگہ ناہموار حالت سمندر تک چلی گئی تھی ہم بڑی مشکل سے اپنی حیرت کو دبا پائے تھے کہ ایک اور سفید بادل ہوا میں اٹھتا ہوا نظر آیا۔ پھر ہر چند سکنڈ بعد تھوڑی تھوڑی دیر بعد عجیب و غریب سفید بادل زمین سے اوپر اٹھتے رہے۔

کافی دیر تک ساحل دیکھنے کے بعد ہمیں اتنا تو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ بادل پانی تھے۔ لیکن ہم اس بات کا اندازہ نہیں لگا پائے تھے کہ ان کے بننے کی آخر وجہ کیا تھی ——؟ اس لئے ہم نے اس بات کا فیصلہ کیا ہم وہاں جا کر خود ان کے بننے کی وجہ معلوم کریں۔ تھوڑی دیر میں ہم اس جگہ پر پہنچ گئے۔ یہ جگہ بہت ناہموار تھی اور پانی بہنے کی وجہ سے گیلی ہو رہی تھی یہاں پر زمین میں جگہ جگہ سوراخ تھے ہم بہت حیرت سے اس جگہ کھڑے ہوئے بادلوں کے بننے کا انتظار کر رہے تھے کہ

www.taemeernews.com

ہمیں اپنے قریب ہلکا سا ایک شور سنائی دیا۔ پھر یہ ہلکے سے شور کی آواز بہت تیز ہوگئی ایک لمحہ بعد ہی پانی کا ایک فوّارہ سوراخ میں سے پھوٹا اور چند فٹ اونچا ہوکر ایک بادل سا بن گیا۔ ہم پانی سے بچنے کے لئے ایک طرف اچھل کر ہٹے لیکن وہ پانی کا بادل ہمارے ہٹنے سے پہلے ہی ہمیں گیلا کر گیا۔

عزیز چونکہ ہم سے کافی فاصلے پہ کھڑا ہوا تھا وہ ہماری حالت دیکھ کر ہنسنے لگا۔

"ذرا خود کو تو دیکھو" وہ قہقہہ مار کر بولا —— "لو —— وہ دوسرا آیا۔"

اس نے مشکل ہی سے یہ الفاظ کہے ہوں گے کہ دوسرا پانی کا غبارہ ایک اور سوراخ سے نکلا! اس نے ہم دونوں کے ساتھ بالکل ویسا ہی سلوک کیا جیساکہ اس کا ایک بھائی ہمارے ساتھ پہلے ہی کر چکا تھا۔

عزیز کا ہنسی کے مارے برا حال ہوگیا لیکن اس کی ہنسی میں اس وقت ایک دم ہی بریک لگ گیا جب اس نے اپنے قریب ہی اس کی گڑگڑاہٹ کی آواز سنی۔

اچانک ہی ایک زور کی آواز ہوئی پانی کا ایک بہت بڑا غبارہ عزیز کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں سے پھوٹا اور اس نے اس کو زمین پر سے اوپر اچھال دیا وہ اتنی زور سے زمین پر گرا تھا کہ میں اور عظیم ڈر گئے تھے کہ کہیں اس کی ایک آدھ ہڈی پسلی نہ ٹوٹ گئی ہو ہم دونوں تیزی سے اس کی مدد کرنے کے واسطے اس کی طرف بڑھے خوش قسمتی سے وہ ایک جھاڑی میں گرا تھا! اس کو زیادہ چوٹ نہیں لگی تھی۔

"اب کیا کریں" عزیز نے رنجیدہ لہجے میں کہا۔

www.taemeernews.com

کیا کریں "عظیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔" آگ جلاؤ اور خود کو سکھاؤ۔

ہم نے جلدی جلدی سوکھی شاخیں اکٹھا کیں اور آگ جلا کر خود کو خشک کرنے لگے۔

ایک گھنٹے کے بعد ہمارے کپڑے سوکھ گئے۔ جب ہمارے کپڑے آگ کے سامنے لٹکے ہوئے تھے تو ہم ساحل پر چہل قدمی کر رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ پانی کے سفید بادل ساحل پر کوئی لمبی سی لہر ٹکرانے کے بعد بنتے تھے اس بات سے ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ پہاڑیاں اندر سے مزید کھوکھلی ہوں گی۔ ان میں جب کسی بڑی لہر کے ذریعے پانی جاتا ہوگا تو اسے اندر سے کہیں باہر نکلنے کا راستہ نہ ہوگا۔ اس لئے وہ ان سوراخوں سے بادلوں کی شکل میں پھوٹتا ہوگا اس بات کا ہم نے وہیں کھڑے کھڑے تجربہ کر لیا۔

ایک عجیب و غریب مچھلی

"ذرا دیکھنا خالد — یہ سمندر میں کیا ہے۔ شاید کوئی شارک مچھلی ہے" عظیم نے کہا۔

میں دوڑتا ہوا اس کے پاس جھکی ہوئی چٹان پر پہنچا۔ عظیم اس چٹان پر جھکا ہوا سمندر میں جھانک رہا تھا۔ میں نے وہاں ایک مدھم سی ہری شکل کو ہلکے ہلکے ہلتے ہوئے دیکھا۔

"یہ تو کوئی مچھلی سی لگتی ہے" میں نے جواب دیا۔

"عزیز یہاں آؤ۔" اپنا بھالا بھی لیتے آنا۔ یہاں اس کا کچھ کام معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب اس نے اس چیز کو بھالے سے چھونے کی کوشش کی تو

www.taemeernews.com

وہ بہت عجیب تماشا تھا۔

"اب بتاؤ" عزیز نے کہا۔ "تم تو ہمیشہ کہتے تھے کہ تمہارا بھالا بہت لمبا ہے۔"

عظیم نے اپنا ہاتھ پیچھے کی طرف اٹھایا۔ نشانہ لیا۔ بھالے کو چھوڑ دیا۔ بھالا پانی پر لگ کر اچھلا اور پانی پر بہنے لگا۔ وہ مدھم سی ہری مچھلی اب بھی اس جگہ اپنی دم ہلا رہی تھی۔

"بڑی عجیب و غریب بات ہے۔" عظیم نے اپنا سر ہلا کر کہا۔

حقیقت میں وہ چیز بڑی عجیب و غریب نکلی حالانکہ عظیم نے اور میں نے کئی مرتبہ اس چیز پر بھالے مارے لیکن نہ تو ہم اس چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا سکے اور نہ اس کو کسی قسم کی چوٹ پہنچا سکے۔ کافی دیر کوشش کرنے کے بعد ہم اپنا سفر جاری رکھنے پر مجبور ہو گئے۔ مجھے اس عجیب و غریب چیز پر بڑی حیرت ہو رہی تھی۔ کافی دیر تک میں اس کو اپنے ذہن سے نہیں نکال سکا اس لئے میں نے اپنے دل کو یہ سوچ کر تسلی دے لی کہ میں ایک مرتبہ یہاں پھر آؤں گا اس وقت میں اس راز کا پتہ چلاؤں گا۔

آٹھواں باب

ہمارے دوسرے دن کا سفر

اس چھوٹی سی وادی کو غور سے دیکھنا ہمارے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہوا اس وادی کے اندر ہم کو صرف وہی درخت نہیں ملے جن کو ہم پہلی وادیوں میں دیکھ چکے تھے۔ اس وادی میں ہم کو اور بھی کئی نئے قسم کے درخت ملے۔ یہاں پر ہمیں ایک عجیب و غریب سبزی ملی اس کے بارے میں ہمیں تعلیم نے

www.taemeernews.com

بتایا کہ یہ شکر قند سے ملتی جلتی سبزی جنوبی سمندروں کے جزیروں میں ملتی ہے۔ اس کو ان جزیروں کے رہنے والے کھانے میں استعمال کرتے ہیں اس نے ہمیں اس سبزی کا نام "ٹارو" بتایا۔ ہمیں یہاں بہت سے رتالو بھی ملے یہ چیزیں ہمیں اب تک جزیرے میں نہیں ملی تھیں۔ اس لئے ہم نے ان کو اپنی جیبوں میں بھر لیا ہم نے بہت سی خوبصورت چڑیاں بھی دیکھیں۔ طرح طرح کے رنگین طوطے اور چڑیاں ہر طرف اڑتی پھر رہی تھیں۔ ہم نے یہاں ایک ہری سی چڑیا کو مکھیوں کے پیچھے اڑتا ہوا دیکھا۔ اس کے بارے میں عظیم نے ہمیں بتایا کہ اس چڑیا کو "پٹے رنگا" یا مکھی خور کہتے ہیں۔ یہ چڑیا ہوا میں سے مکھیاں پکڑ پکڑ کر کھاتی ہے اور زمین میں تقریباً دو فٹ لمبی سرنگ بنا کر رہتی ہے۔

ہمیں اس وادی میں چار پیروں والے جانوروں کے پیروں کے نشانات بھی ملے۔ نشان کافی چھوٹے چھوٹے تھے۔

اب سورج مغرب میں غروب ہونے لگا تھا۔ ہم لوگ ساحل پر واپس ہوئے اور پانی کے بادل بنانے والی پہاڑیوں کا ایک چکر کاٹ کر دوسری وادی میں داخل ہو گئے۔ یہ وہ وادی تھی جس کے بارے میں میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ یہ پورے جزیرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ یہ اب تک کی ان تمام وادیوں سے زیادہ خوبصورت تھی جو ہمیں اب تک دیکھنے کو ملی تھیں۔ اس وادی میں بھی قسم قسم کے درخت تھے یہاں پر آموں اور بڑوں کے بھی کافی درخت تھے۔ آموں کے درختوں پر ہری ہری کچی کیریاں لگی ہوئی تھیں۔ ہم تینوں درختوں پر چڑھ گئے اور ہری ہری کیریاں کھانے لگے۔ کیریاں بہت کھٹی تھیں ڈھونڈنے پر ہمیں کچھ کھٹ مٹھے آم بھی کھانے کو مل گئے۔ اس وادی کا چشمہ دوسری وادیوں کے مقابلے میں کافی بڑا تھا۔ زمین بھی رنگین پھولوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔

www.taemeernews.com

بہت سے ہرے گہرے چمکیلے رنگ کے درخت تمام ہرے درختوں میں الگ چمک رہے تھے۔ یہاں ہمیں روئی کا پھل والا درخت بھی نظر آیا۔ اس کا ہوا میں لٹکا ہوا سنہرے رنگ کا پھل بہت خوبصورت معلوم ہو رہا تھا ہمیں یہاں جوز کے درخت کی چاندی جیسی سفید پتیاں بھی نظر آئیں۔ ان درختوں میں جوز (خول والے پھل) بھی لٹک رہا تھا۔ ان جوزوں سے ہم نے اپنی آگ جلائی تھی۔ ہمیں مختلف قسم کے صنوبر کے درخت بھی دیکھنے کو ملے۔ ان میں انناس کے درخت بھی تھے۔ قریب سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ یہ انناس بہت چھوٹے چھوٹے تھے۔ ابھی پکے نہیں تھے۔ ناریل کے درخت بھی اپنے سر اٹھائے ہوئے کھڑے تھے۔ ان کے بڑے بڑے پتے ہوا میں ہل کر اپنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔

نئے درخت

ہم خاموشی سے کھڑے ہوئے قدرت کی اس عظیم خوبصورتی کا مطالعہ کر رہے تھے کہ عظیم کی حیرت بھری چیخ نے ہمیں اس کی طرف متوجہ کر دیا وہ ہم سے تھوڑی دور پر کھڑا ہوا کسی چیز کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

"وہ برگد کا درخت ہے"

"برگد کا درخت" عزیز نے دوہرایا۔

"کتنا عجیب و غریب درخت ہے۔ اف کتنا بڑا درخت ہے"

"یہ" عزیز نے کہا۔ "یہ تو کئی درجن درخت ہیں عظیم خدانخواستہ کہیں تمہارے حواس تو جواب نہیں دے رہے ہیں؟"

"یہ صرف ایک درخت ہے۔" عظیم نے اپنی بات پر زور دیا۔

www.taemeernews.com

اند دا قعی جس درخت کو ہم درختوں کا ایک جھنڈ سمجھ رہے تھے۔ ایک ہی درخت نکلا۔ اس درخت کی چھال ہلکی اور چمکیلے رنگ کی تھی۔ اس کی پتیاں بھالے کی طرح نوکیلی، چھوٹی اور بہت خوبصورت ہرے رنگ کی تھیں سب سے زیادہ عجیب وغریب بات یہ تھی کہ اس درخت کی بھی ہزاروں شاخیں زمین پر آدمیوں کے ہاتھوں کی طرح لٹک رہی تھیں۔ بہت سی شاخوں نے زمین پر گر کر جڑ پکڑ لی تھی وہ اب خود بھی درخت بن چکی تھیں۔ ان کے تنے براؤن رنگ کے تھے ان شاخوں نے بھی جو اب درخت بن چکی تھیں یہی عمل دہرا رکھا تھا ان شاخ نما درختوں نے جزیرے کا کافی بڑا حصہ گھیر رکھا تھا۔ یہ شاخیں کافی فاصلے پر تھیں اور کافی موٹی تھیں اسی لئے کسی نتیجے کے سوال پر اس کو اصلی درخت کے بارے میں بتانا بہت مشکل تھا ان سب شاخوں یا تنوں میں لمبی لمبی رسیاں سی لٹکی ہوئی تھیں یہ رسیاں ہوا چلنے کی وجہ سے ہلا کرتی تھیں مختصر طور پر ہمیں یہ محسوس ہوتا تھا کہ اگر اس درخت کو کافی جگہ خالی مل جاتی تو پورے جزیرے کو ڈھک سکتا تھا۔

تھوڑی دیر میں ہمیں ایک اور عجیب وغریب درخت ملا۔ اس درخت نے بعد میں ہمارے واسطے بہت کام کیا اس درخت میں خول والے کافی پھل لگے ہوئے تھے۔ یہ درخت زمین سے بارہ فٹ اوپر بغیر کسی شاخ کے چلا گیا تھا۔ میں اس درخت کی تعریف ٹھیک طور سے نہیں کر سکتا بس یوں سمجھ لیجئے کہ یہ درخت چوکور تھا۔ اس درخت کے چاروں طرف کا تنا کچھ اس قسم کا تھا کہ جیسے کسی نے چاروں طرف سے اس کے اوپر لکڑی کے موٹے موٹے تختے جڑ دیئے ہوں۔ یہ تختے چھال سے ڈھکے ہوئے تھے ان تختوں کے بغیر درخت اپنی بڑی بڑی شاخوں کا بوجھ سنبھال نہ سکتا

www.taemeernews.com

تھا۔ شاید اس وجہ سے قدرت نے اس کی بناوٹ اس قسم کی رکھی تھی۔ یہ درخت کافی تعداد میں چشمے کے کنارے اُگے ہوئے تھے ہم اس قسم کے ایک درخت کو غور سے دیکھ رہے تھے کہ عظیم نے آگے بڑھ کر اس پر اپنی کلہاڑی سے وار کیا۔ اس نے جلد ہی ایک سخت لکڑی کا چوکور ٹکڑا اکھیڑ لیا۔ ہم لوگ اس کے اس کام سے سمجھ گئے تھے کہ ہم اس درخت سے اپنی خواہش کے مطابق لکڑی کے لمبے لمبے تختے نکال سکتے تھے۔

ہم ساحل پر رات گزارنے کے واسطے واپس ہوئے۔ شام کا وقت ہو گیا تھا۔ طرح طرح کے پرندے اور چڑیاں اپنے اپنے گھونسلوں کو واپس ہو رہے تھے۔ ہم نے ان پرندوں پر گوشت حاصل کرنے کے واسطے پتھر بھی مارے لیکن چونکہ ہمارا نشانہ درست نہیں تھا اس لئے ہم ان کو گرا نہیں پائے۔ ایک دفعہ میں نے پرندوں کے ایک جھنڈ میں اپنا گوبھن چلایا نشانہ ٹھیک لگنے کے نتیجے میں ایک پرندہ ہمارے سامنے گر گیا۔

یکایک ہمارے سروں پر عجیب وغریب شور کی آواز ہوئی ہم نے حیرت سے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ جنگلی بطخوں کا ایک گروہ ساحل کی طرف اڑتا ہوا نظر آیا ۔ شام کا وقت تھا ہم نے سوچا کہ یہ کھانے کے واسطے کہیں اتریں گی ضرور اس لئے ہم تینوں ان کو غور سے دیکھنے لگے۔ یہ طرح طرح کے رنگ کی خوبصورت جنگلی بطخیں، دو سو گز دور ایک جھیل میں جا کر گریں اس جھیل کو چاروں طرف سے ہرے ہرے درختوں نے گھیر رکھا تھا۔ جھیل کے قریب ساحل پر خوبصورت رنگین بطخیں اور ان کے نوعمر بچے گھوم رہے تھے وہ زمین پر دانہ دنکا ڈھونڈھ کر کھا رہے تھے بہت سی بطخیں جھیل میں تیر رہی تھیں یہ تمام بطخیں اچانک بچے

www.taemeernews.com

اڑ گئیں۔ عظیم نے ہمیں بتایا کہ لطخیں ضرور کسی ٹھنڈے ملک سے آئی ہوں گی۔ شام کے وقت اپنا پیٹ بھر کر یہ پھر اپنے لمبے سفر پر اڑ گئی تھیں اس جھیل کے کنارے پہنچ کر ہم نے بہت سی مچھلیاں دیکھیں۔ لیکن تھوڑا تھوڑا اندھیرا ہونے کی وجہ سے ہم اس بات کا اندازہ نہیں لگا پائے کہ وہ کس قسم کی تھیں۔

اب ہم ساحل کے نزدیک آ گئے تھے۔ یہاں پر ہم نے عزیز سے کہا کہ وہ آگ جلا کر ہمارا انتظار کرے۔ ہم ابھی تھوڑی دیر میں ان لطخوں کی خبر لے کر آتے ہیں۔ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اگر ان لطخوں میں سے ہمیں کوئی اپنے گروہ سے بچھڑی ہوئی مل جاتی تو ہم رات کے کھانے کے واسطے اس کا شکار کر لیتے ہم نے ایک گھنٹے تک ان لطخوں کو ڈھونڈا لیکن ہمیں ایک بھی لطخ نہیں ملی۔ ہم واپس ہونے کو ہی تھے کہ ہمیں ایک عجیب و غریب نظارہ دیکھنے کو ملا۔

ہرن

ہمارے سامنے تقریباً بیس گز کی دوری پر ایک کافی بڑا درخت اگا ہوا تھا۔ اس درخت کا تنا پانچ فٹ موٹا تھا۔ اس درخت کی شاخیں کافی بڑی بڑی اور کافی دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں اس درخت میں سنگترے کی قسم کے بہت سے پھل لگے ہوئے تھے آس پاس کی تمام زمین اسی قسم کے پکے ہوئے پھلوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اس درخت کے چاروں طرف تیس ہرن کی قسم کے چھوٹے چھوٹے جانور بیٹھے ہوئے سو رہے تھے۔ غور سے دیکھنے پر عظیم نے مجھے بتایا کہ ان کو ماؤس ڈیئر کہا جاتا ہے ان میں کچھ ہرن بڑے بھی تھے۔

www.taemeernews.com

عظیم اور میں دونوں ان جانوروں کو حیرت سے دیکھنے لگے۔

"خالد" عظیم نے مجھے بہت آہستہ لہجے میں آواز دی ـــــ "تم اپنے گوپھن میں ایک بڑا سا پتھر لے کر ایک ہرن کو مارو۔ میں بھی ایک ہرن کو تیر سے مارنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

"لیکن پہلے ہمیں ان کو جگا دینا چاہیئے" میں نے کہا۔ "سوئے ہوئے جانوروں کو مارنا ظلم ہے۔"

"اگر ہمارا مقصد صرف شکار کھیلنا ہوتا تو ہم ان کو ضرور جگا دیتے۔ لیکن خالد تم جانتے ہو کہ ہمارا مقصد صرف گوشت حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ یہ بات تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ان ہتھیاروں سے ہم اچھی طرح نشانہ نہیں لگا سکتے۔ ہم ان کو جگا کر مار نہ پائیں گے ـــ"

ان الفاظ کے ساتھ ہی میں نے ایک چھوٹے سے ہرن کے سر کا نشانہ لیا۔ لیکن جیسا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہی ہے کہ میں نشانہ کا بہت کچا ہوں اس لئے میرا نشانہ چوک گیا۔ عظیم نے بھی اسی وقت تیر چلایا۔ لیکن اس کا تیر بھی ایک مادہ ہرن کے کان کو چھوتا ہوا نکل گیا۔ اب پورا غول جاگ گیا تھا وہ سب اٹھ کر اندھا دھند بھاگے۔ عظیم بھی ان کے پیچھے اپنی کلہاڑی لے کر بھاگا۔

کافی دور تک عظیم ان کے پیچھے بھاگتا ہوا چلا گیا لیکن اس کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آیا۔

"کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارا نشانہ درست نہیں ہے" عظیم نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"ہاں" میں نے شرمندہ لہجے میں جواب دیا۔

"اب ہمیں عزیز کے پاس چلنا چاہیئے" عظیم نے کہا۔

www.taemeernews.com

ان الفاظ کے ساتھ ہی ہم جھاڑیوں میں تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے ساحل کی طرف چلنے لگے۔

ساحل پر پہنچنے کے بعد ہم نے دیکھا کہ آگ تو جل رہی ہے۔ مگر عزیز غائب ہے۔ مجھے اس بات پر بڑی حیرت ہوئی آخر وہ چلا کہاں گیا تھا۔ میں نے عظیم سے یہ بات کہی تو اس نے کہا کہ وہ پانی لینے کہیں قریب ہی چلا گیا ہوگا۔ میں پہاڑی پر بیٹھ گیا۔ عظیم بیٹھنے کے بجائے قریب پڑی ہوئی لکڑیاں اپنی کلہاڑی سے پھاڑنے لگا۔

چند منٹوں کے بعد ہمیں ایک چیخ کی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد مادس ڈیر کی خوف زدہ آوازیں۔ پھر اس کے بعد گلا پھاڑ کر ایک "ہرّے" کی آواز۔

"ہرّا" ہمارے بالکل قریب سے آواز آئی۔

ہم دونوں تیزی سے آواز کی طرف مڑے۔ ہم نے دیکھا کہ عزیز اپنے بھالے کی نوک پر ایک مادس ڈیر لادکر لا رہا تھا۔

رات کا کھانا

ہم لوگ رات کے کھانے کی تیاری میں لگ گئے۔ حقیقت میں ہم نے اس رات بہت اچھا کھانا تیار کیا تھا۔ سارا سامان آگ کی روشنی میں ہمارے سامنے ایک سیدھی چٹان پر رکھا ہوا تھا۔ سب سے پہلے ہم نے پرندے کو بھونا تھا۔ اس کے بعد ٹارو کی جڑ کو پکایا تھا اس کے بعد شکرقند اور آلو بھونے تھے سب سے آخر میں ہم نے ہرن کو دو سٹے کیا تھا۔

ہرن بھوننے میں ہمیں بالکل پریشانی نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ ہم تینوں میں سے کسی نے آج سے پہلے کوئی مسلم ہرن نہیں بھونا تھا۔ ہم نے سب سے پہلے

www.taemeernews.com

ہرن کے چار پانچ بڑے بڑے ٹکڑے کرلئے تھے۔ پھران کو ٹہنیوں میں پروکر آگ پر بھون لیا تھا۔ ٹارو کی جڑ، انڈے کی شکل کی تھی اس کا رنگ بھورا تھا چھلکا موٹا تھا۔ یہ ہمیں مزے میں آلوؤں کی طرح لگی۔ رتالو گول اور کھردرے براؤن رنگ کے تھے۔ یہ مزے میں میٹھے اور اچھے تھے۔ ہرن کا گوشت اور پرندے کا گوشت بھی بہت لذیذ تھا۔

حقیقت میں یہ بہت اچھا کھانا تھا آج سے پہلے اتنا اچھا کھانا ہم نے کبھی نہیں کھایا تھا۔ عزیز نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اتنا اچھا کھانا ہم نے جہاز پر بھی نہیں کھایا تھا۔ پیٹ بھر کے کھانا کھانے کے بعد ہم اطمینان سے گھاس اور نرم پتوں سے بنے ہوئے بستر پر لیٹ کر سو گئے۔

نواں باب

گھر کو واپسی

صبح جب ہم اٹھے تو ہم نے دیکھا کہ سورج آسمان پر کافی اوپر ہو چکا تھا اب تو مجھے اس بات پر پکا یقین ہو گیا تھا کہ اگر رات کو تگڑی دعوت کھائی جائے تو صبح جلدی اٹھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ویسے یہ دعوت ہماری جسمانی طور میں حارج نہیں ہوئی تھی۔ سب سے پہلے ہم معمول کے مطابق نہانے گئے۔

ہم نے مشکل سے ایک گھنٹے سفر کیا ہوگا کہ ایک موڑ پر ہمیں دور سمندر میں کچھ جزیرے دکھنے کو ملے۔ ایک دم ہی ہم کو پھر وہی بھیانک آواز سنائی دی جس کو ہم پہلے بھی اپنے گھر کے نزدیک سن چکے تھے۔ اس مرتبہ ہم زیادہ ڈرے نہیں آج دن کی روشنی ہماری ہمت بندھا رہی تھی

آواز سن کر عزیز نے فوراً اپنا بھالا سیدھا کر لیا۔

www.taemeernews.com

یہ کیا چیز ہو سکتی ہے؟ اس نے عظیم کی طرف دیکھتے ہوئے سوالیہ انداز میں پوچھا۔ عزیز کافی خوف زدہ لگ رہا تھا۔

عظیم پہلے تو خاموش رہا پھر اس نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

اس طرح لگاتار ڈرتے رہنے سے بہتر تو یہی ہے کہ ہم اس جزیرے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیں۔"

آواز ایک مرتبہ پھر پہلے سے بھی زیادہ تیز آئی۔

عظیم نے کہا "یہ سامنے والے جزیروں میں سے آرہی ہے۔"

"پھر تو ان میں بھوت رہتے ہوں گے۔" عزیز نے کہا۔ "کیونکہ اس سے پہلے ہم نے ایسی آواز کبھی نہیں سنی تھی۔

ہم تینوں کی نگاہیں سامنے کے جزیروں پر لگ گئیں۔ ہم نے دیکھا کہ ان جزیروں کے ساحل پر کچھ عجیب شکلیں گھوم رہی تھیں۔

"سپاہی ہیں!" عزیز نے چلا کر ان شکلوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

اور ــــ واقعی عزیز نے جو کہا تھا مجھے بھی ویسا ہی نظر آرہا تھا۔

کافی فاصلے سے وہ شکلیں، ہمیں سپاہیوں کی طرح لگ رہی تھیں۔ وہ اپنے اپنے عہدوں کے لحاظ سے لائن میں کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے کوٹ نیلے اور پاجامے سفید رنگ کے تھے۔ جب ہم ان کی طرف دیکھ رہے تھے تو ہمیں پھر وہی خوفناک اور ڈراونی آواز سنائی دی۔

اب تو عظیم قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اس نے ہنس کر عزیز سے کہا۔

"تو تمہارے بھوت بھی کیا چیز نکلے ہیں ــــ سمندری پرندے یہ پینگوئن ہیں۔"

"پینگوئن" عزیز نے دوہرایا۔

www.taemeernews.com

"ہاں پینگوئن، عزیز ـــــ صرف پینگوئن ـــــ اور کچھ نہیں - یہ بڑے بڑے سمندری پرندے ہیں جب ہم اپنی کشتی تیار کرلیں گے تو ان کو دیکھنے کے لئے ان کے جزیرے پر جائیں گے۔

"تو یہ ہیں ـــــ ہمارے بھوت" عزیز نے کہا۔ "جواب بڑے بڑے سمندری پرندوں ـــــ پینگوئنوں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ ہاں تو میرا کہنا یہ ہے کہ ہمیں جلد از جلد اپنے جزیرے پر پہنچ جانا چاہیئے نہیں تو اگر دیر ہوگئی تو وہ نہ جانے کس چیز میں تبدیل ہو جائے ـــــ"

"بس بس بہت دیر ہوگئی ہے تمھیں بولتے بولتے" عظیم نے کہا۔

گھر واپس ہوتے ہوئے میں راستے بھر ان عجیب و غریب پرندوں کے بارے میں سوچتا رہا۔ عظیم نے ہمیں ان پرندوں کے بارے میں تفصیل سے نہیں بتایا تھا۔ پھر میں اپنی اس کشتی کے بارے میں سوچنے لگا جس کو ہم مستقبل میں بنانے والے تھے ہم اس کشتی کے ذریعے ان پرندوں کو قریب سے دیکھ سکتے تھے۔

دسواں باب

ہیروں کا غار

"آؤ عظیم" ایک دن صبح جب ہمیں اپنے اس لمبے سفر سے آئے ہوئے تقریباً تین ہفتے ہو چکے تھے۔ عزیز نے کہا ـــــ "ہمیں اب کچھ آرام بھی کرنا چاہیئے۔ میں تو اپنی کشتی کی اس لمبی کھٹ پٹ سے بہت اکتا گیا ہوں۔ اتنی مشکل تو حضرت نوح علیہ السلام کو بھی اپنی کشتی بنانے میں پیش نہ آئی ہوگی آؤ ہم پہاڑ پر چلیں یا ہرنوں کا شکار کرنے۔"

www.taemeernews.com

میں تو اب بالکل تختوں کی طرح بے جان ہو گیا ہوں اب میں کچھ تفریح کرنا چاہتا ہوں۔ تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟"

"ٹھیک ہے ——" عظیم نے اپنی کلہاڑی ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ "بلکہ میں تو یہ مشورہ دوں گا کہ تمہیں فوارے بنانے والی چٹانوں پر جانا چاہیئے۔ پہلی مرتبہ تم نے کافی اونچی سواری کی تھی اس مرتبہ ہو سکتا ہے کہ تم اور اونچی سواری کرو ——"

"عظیم میرے دوست" عزیز نے سنجیدگی سے کہا —— "تم بہت مذاق کرنے لگے ہو مجھے خطرہ ہے کہ اگر تم نے اپنی یہ عادت نہیں چھوڑی تو کہیں ہم دونوں میں لڑائی نہ ہو جائے۔"

"اچھا تو تم چاہتے کیا ہو؟" عظیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چاہتا کیا ہوں؟" عزیز نے کہا "کچھ کرنا چاہتا ہوں، گھومنا چاہتا ہوں ——"

"میرے خیال میں ——" میں نے کہا —— "ہم نے اب تک فوارے بنانے والی چٹانوں کے نزدیک سمندر میں اس عجیب و غریب مچھلی کا پتہ نہیں چلایا ہے۔ ہمیں وہاں پر چلنا چاہیئے۔"

"نہیں ——" عزیز نے جماہی لی —— "میں اس چیز کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔"

"وہ کیا تھی؟" میں نے معلوم کرنا چاہا

"وہ ایک عجیب و غریب چیز تھی" عزیز نے اپنے ہاتھوں کو آگے کی طرف پھیلا کر کہا —— پھر وہ اس لکڑی کے لٹھے پر کھڑا ہو گیا جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنی ہیٹ پہنی اور اس میں ایک بڑی سی لکڑی اڑس لی

www.taemeernews.com

"اچھا! اب ہمیں فوارے بنانے والی چٹانوں کی طرف چلنا چاہیئے۔"
عظیم نے اپنے کمان اور تیر اٹھاتے ہوئے کہا —— "عزیز تم اپنا بھالا بھی لے چلو وہاں کام آئے گا۔"

اس وقت ہمارا دماغ اس عجیب وغریب چیز میں الجھا ہوا تھا جس کے بارے میں ہم ابھی تک کچھ نہ پائے تھے کہ وہ کیا چیز تھی۔ وہاں پہنچ کر ہم جلدی سے اس چٹان کے کنارے پر چڑھے جہاں سے ہمیں وہ عجیب وغریب چیز نظر آئی تھی وہ چیز اب بھی سمندر میں ٹھیک اسی جگہ اپنی دم آہستہ آہستہ ہلا رہی تھی۔

"عجیب وغریب" عظیم نے کہا۔

"حیرت ہے" میں نے کہا۔

"اس نے مقابلہ جیت لیا" عزیز نے چلا کر کہا۔

"ہاں عظیم تم سے پچھلی بار بھی کچھ نہیں ہوا تھا۔ اس مرتبہ تم مجھے کوشش کرنے دو۔ اگر اس چیز کے اندر دل نام کی کوئی چیز ہے تو تم دیکھو گے کہ میرا بھالا اس کے پار ہو جائے گا۔ اگر اس کے دل نہیں ہے تو تم پھر بھی دیکھو گے کہ بالکل ٹھیک دل کی جگہ پر جا کرے گا۔"

"تم ہی کوشش کرو" عظیم نے ہنستے ہوئے کہا۔

عزیز نے فوراً ہی نیزہ پکڑا۔ اسے اپنے سر سے اوپر ایک یا دو سکنڈ تک اٹھایا پھر اسے نیچے سمندر میں چھوڑ دیا۔

بھالا سیدھا نیچے کی طرف اس عجیب وغریب چیز کے بیچ میں سے ہوتا ہوا گذر گیا۔ لیکن وہ عجیب وغریب چیز اپنی دم برابر آگے پیچھے ہلاتی رہی۔

اب عزیز نے سنجیدگی سے کہا "معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل نہیں ہے

www.taemeernews.com

"اب تو مجھے پکا یقین ہو گیا کہ یہ ضرور کسی روشنی کا عکس ہے لیکن معلوم نہیں یہ عکس ایک ہی جگہ کیوں رہتا ہے"

"میری سمجھ میں بھی کچھ نہیں آیا تھا اس لئے میں بھی عظیم کے ساتھ ساتھ سوچنے لگا کہ یہ ضرور کسی قسم کی روشنی ہوگی۔ کیونکہ ہم نے اس سمندر کے سفر میں مختلف قسم کی بہت سی قدرتی روشنیاں دیکھی تھیں۔

"لیکن" میں نے کہا ——"اب کوئی چیز ہمیں سمندر میں اترنے سے نہیں روک سکتی۔ اس بات کی طرف سے مجھے پکا یقین ہو گیا کہ یہ شارک نہیں ہے"

"بالکل ٹھیک" عظیم نے کہا اور اپنے کپڑے اتارنے لگا۔ "میرا خیال ہے خالہ کہ پہلے میں جاؤں۔ تم سے اچھا غوطہ خور میں ہوں" عزیز تو اس بحث سے باہر ہے"

عظیم غائب ہوگیا

عظیم آگے بڑھا اس نے اپنے دونوں ہاتھ سر پر مارے۔ چٹان پر جھکا اور سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ دو تین سکنڈ تک تو وہ ہمیں بالکل نظر نہیں آیا کیونکہ اچھلتے ہوئے پانی نے اسے ہماری نظروں سے بالکل اوجھل کر دیا تھا پھر وہ تھوڑی دور پر ہمیں تیرتا ہوا نظر آیا وہ اب بالکل اس ہری چیز کے بیچ میں تھا پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا ہم بہت فکرمند ہو کر اس جگہ دیکھ رہے تھے جہاں سے وہ ہماری نظروں کے سامنے سے غائب ہوا تھا وہ ہر منٹ کے بعد سانس لینے کو پانی کی سطح پر ابھرتا تھا لیکن اب منٹ چھوڑ پانچ منٹ گزر گئے تھے وہ سطح پر نہیں ابھرا خوف سے میرے ہاتھ پیر

www.taemeernews.com

ٹھنڈے ہونے لگے۔ عظیم اتنی دیر تک کبھی پانی کے اندر نہیں رہا تھا وہ ہر دو تین منٹ کے بعد پانی پر سانس کے لئے ضرور ابھرتا تھا۔

"آہ" عزیز میاں نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "کچھ نہ کچھ ضرور ہو گیا ہے۔ اب تو پانچ منٹ گذر چکے ہیں" لیکن عزیز نے کوئی جواب نہیں دیا میں نے دیکھا کہ وہ ٹکٹکی باندھے ہوئے سمندر میں اس جگہ پر دیکھ رہا تھا جہاں پر عظیم غائب ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی یکایک وہ اس طرح اچھلا جیسے کہ اس کے پیر پر کسی زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا ہو وہ چلایا۔

"آہ عظیم، تم چلے گئے" یہ ضرور کوئی شارک ہی ہوگی۔ ہائے تم ہمیشہ کے لئے ہمارا ساتھ چھوڑ گئے"

اگلے پانچ منٹ تک مجھے معلوم ہی نہیں ہوا کہ میں کہاں کھڑا ہوا ہوں عظیم کے ساتھ میری دلی محبت نے میرے سارے ہوش و حواس گم کر دیے تھے اور مجھے اس وقت ہوش آیا جب عزیز میرا ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑ رہا تھا۔

"خالد۔ خالد" خدا کے واسطے سمندر میں چھلانگ لگاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ زندہ ہو یا کسی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہو"

ایک لمحے میں ہی میرے ہوش و حواس واپس آگئے میں اپنے کپڑے اتارے بغیر دیوانے کی طرح چٹان کے کنارے کی طرف بھاگا — میں چھلانگ لگانے ہی کو تھا کہ میں نے لہروں کے درمیان کسی کالی سی چیز کو ابھرتے ہوئے دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے عظیم کا سر سطح پر ابھرا اس نے بالوں کو جھٹکا دیکر پیچھے کیا اور ہنسنے لگا وہ اس طرح جوش سے بھرپور تھا جس طرح وہ غوطہ لگاتے وقت تھا۔

www.taemeernews.com

ہمارے اندازے کے مطابق وہ دس منٹ یا اس سے بھی زیادہ سمندر میں رہا تھا اور اتنی دیر پانی کے اندر بغیر آکسیجن کے رہنا کسی بھی انسان کے لئے ممکن نہ تھا۔ میں نے اسے ہاتھ دے کر چٹان پر چڑھایا۔ عظیم چٹان پر بیٹھ کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ عزیز یکایک آگے بڑھا اور اس کے گلے سے لپٹ کر رونے لگا۔

"عظیم، عظیم" اس نے کہا۔ "تم کہاں تھے۔ تم اتنی دیر کہاں رہے تھے" کچھ دیر بعد عزیز خاموش ہو کر بیٹھ گیا اور عظیم کی کہانی سننے لگا۔

راز کھلتا ہے

"ہاں تو دوستو!" عظیم نے کہا۔ "وہ ہری چیز شارک نہیں ہے بلکہ روشنی کا ایک سیلاب ہے جو ان پہاڑیوں کے ایک غار میں سے نکل رہا ہے۔ جیسے ہی میں نے سمندر میں غوطہ لگایا میں نے دیکھا کہ روشنی ایک چٹان کی طرف سے آرہی ہے۔ میں اس چٹان کی طرف تیرنے لگا۔ یہی وہ چٹان ہے جس پر ہم اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں۔ قریب پہنچنے پر مجھے اس چٹان میں اندر جانے کا ایک راستہ ملا۔ پھر میں نے اس میں داخل ہونے کی سوچی اور اس میں گھس بھی گیا۔ عزیز مجھے اس بات کو بتانے میں وقت لگا ہے لیکن اس وقت مجھے یہ کام کرنے میں دو یا تین سکنڈ سے زیادہ نہیں لگے تھے۔

خیر غار میں تھوڑی دور آگے چلنے کے بعد مجھے کچھ گھٹن سی محسوس ہونے لگی۔ میں واپس ہونے کو ہی تھا کہ مجھے اپنے دائیں طرف کو روشنی سی نظر آئی میں آگے کی طرف تیرنے لگا۔ میں اب روشنی کے قریب پہنچ گیا تھا۔ جہاں میں واپسی کے لئے اپنے پھیپھڑوں میں کافی ہوا بھر سکتا تھا۔ یکایک مجھے ایسا محسوس ہوا کہ

www.taemeernews.com

اب میں راستہ نہیں پا سکوں گا۔ میں نے گھبرا کر مڑ کر دیکھا غار میں بھی ویسی ہی ہری روشنی چمک رہی تھی۔ جیسی کہ ہم باہر سمندر میں دیکھ چکے تھے اس ہری روشنی کو دیکھ کر میرے حواس واپس آ گئے اور مجھے اطمینان ہو گیا بلکہ میں نے دیکھا کہ یہ روشنی یہاں پر سمندر سے زیادہ چمکیلی تھی۔

شروع میں تو مجھے کچھ بھی نظر نہیں آیا تھا۔ لیکن جیسے جیسے میری آنکھیں اندھیرے کی عادی ہوتی گئیں، مجھے صاف نظر آنے لگا۔ یہ ایک بہت بڑا غار تھا غار کے اوپر کی چھت بہت چمک رہی تھی۔ غار کی دیواریں بھی خوب چمک رہی تھیں میں غار کے اندر ایک چٹان پر بیٹھا ہوا اس کی اس چمک دمک کو غور سے دیکھ ہی رہا تھا کہ مجھے تم لوگوں کا خیال آ گیا۔ میں نے سوچا کہ تم لوگوں نے بھی خیال کر لیا ہو گا کہ میں ڈوب گیا ہوں۔ میں فوراً ہی واپس ہوا ــــ اور اب تم لوگوں کے پاس ہوں ــــ"

جب عزیز اور میں نے عظیم سے ساری کہانی سن لی تو میں بھی اپنے آپ کو غار میں جانے سے نہیں روک سکا۔ میں نے غار کے اندر پہنچ کر وہ سب چیزیں دیکھیں جن کے بارے میں عظیم ہمیں پہلے بتا چکا تھا۔ غار میں غضب کا اندھیرا تھا لیکن جس جس جگہ روشنی پڑ رہی تھی وہ جگہ بہت چمک رہی تھی جب میں اوپر آیا تو میں نے دیکھا کہ عزیز رنجیدہ سا چہرہ بنائے ہوئے بیٹھا تھا۔

"کیا بات ہے عزیز ۔" میں نے پوچھا۔

"بات یہ ہے کہ" عزیز نے جواب دیا "تم دونوں مچھلیوں کی طرح سمندر میں تیرو ــــ اوپر آ کر غار کی خوبصورتی کی باتیں کرو۔ میں سن سن کر کڑھتا رہوں۔"

www.taemeernews.com

"ہمیں افسوس ہے عزیز" عظیم نے کہا۔ "لیکن ہم تمھارے لیے کر ہی کیا سکتے ہیں۔ البتہ اگر تم غوطہ لگانا سیکھ لو تو......"

"اڑنا سیکھ لوں" عزیز نے عظیم کی بات کاٹ کر بہت ہی مزاحیہ لہجے میں جواب دیا۔

ہم دونوں ہنسنے لگے۔ بات صاف تھی کہ عزیز غوطہ نہیں لگا سکتا تھا عظیم اور میں ایک بار پھر اس غار کو اچھی طرح دیکھنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ بات بغیر آگ کی روشنی کے بہت مشکل تھی۔ اگر ہم کسی لکڑی کو جلا کر لیجانا چاہتے تو وہ پانی میں ہمارے ساتھ غوطہ لگاتی اور بجھ جاتی۔

سب سے پہلے ہم نے ایک درخت سے کچھ چھال اور دوسرے درخت سے کچھ گوند لیا۔ چھال کے لمبے لمبے ٹکڑے کر کے اور ان کو گوند سے جوڑ کر ہم نے ایک رسی سی بنائی اور اس کو ناریل کے بڑے بڑے بہت سے پتوں پر لپیٹ لیا۔ ناریل کے پتوں کا یہ گولہ اتنا موٹا تھا کہ اگر پانچ منٹ تک پانی کے اندر رہتا تو اس کے اندر کا سامان گیلا نہ ہو سکتا تھا۔ ہم نے اس گولے کے اندر بہت سی خشک گھاس اور لکڑی کے چند نوکیلے ٹکڑے اور کمان بھی رکھ لی تھی اس کے بعد ہم نے اپنے کپڑے اتار دیے لیکن پاجامے پہنے رہے۔

"پریشان نہ ہونا عزیز! ہو سکتا ہے کہ ہمیں غار کے اندر کچھ وقت لگ جائے۔" عظیم نے کہا۔ "بہر حال غار چاہے کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو ہم وہاں آدھے گھنٹے سے زیادہ نہیں ٹھہریں گے۔"

"خدا حافظ۔" عزیز نے کہا۔ اس نے ہم دونوں سے ہاتھ ملائے

"اپنی عمر سے بڑا نظر آنے کی کوشش کر رہے ہو۔" میں نے عزیز کو چھیڑا لیکن اس نے میری چھیڑ خانی کو نظر انداز کر کے کہا۔ "خدا حافظ! جاؤ"

www.taemeernews.com

پانی میں چلے جاؤ گے تو یہاں گھاس پہ لیٹ کر ایک ایسے فطرت پسند نوجوان کے بارے میں سوچوں گا۔ جس کو قسمت سے حوصلہ لگانا ہی نہیں آتا تھا۔"

اتنا کہہ کر عزیز نے اپنا ہاتھ ہلایا اور زمین کو گھورنے لگا۔ حقیقت میں وہ اس وقت بہت رنجیدہ تھا۔ ہم دونوں نے اس کی اس اداسی کو دور کرنے کے لئے قہقہہ لگایا۔ پھر ایک ساتھ چھلانگ لگا کر سمندر میں گھس گئے۔

جیسا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمیں پانی کے اندر غار تک پہنچنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ پانی کی لہریں چونکہ سمندر سے غار کی طرف بہہ رہی تھیں۔ ہم آسانی سے ان لہروں کی مدد سے غار کے قریب جلد پہنچ گئے۔ غار کے اندر پہنچ کر ہم ایک ابھری ہوئی چٹان پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ پانی سے نکل کر ہم نے سب سے پہلے اپنے پاجامے کا پانی نچوڑا۔ اس کے بعد ہم نے لکڑی جلانے کی کوشش کی یہاں پر ہم نے بالکل اس طرح آگ جلائی جس طرح شروع میں ہم نے ایک بار جلائی تھی۔

غار کی چھت ہمارے کھڑے ہونے پر ہمارے سر سے تقریباً بارہ فٹ اونچی تھی لیکن جیسے جیسے غار آگے کی طرف بڑھتا جا رہا تھا چھت کی اونچائی بھی بڑھتی جا رہی تھی پورا غار مونگوں سے بنا ہوا تھا۔ غار کی اس اونچی چھت کو بڑے بڑے موٹے موٹے چمکیلے ستونوں نے سنبھال رکھا تھا۔

ہم تھوڑا اور آگے بڑھے ہوں گے کہ ہمیں نظر آیا کہ غار کا فرش بھی چھت اور ستونوں کی طرح چمکیلے مادے کا بنا ہوا تھا۔ غار کے اندر شگاف دڑے تھے یہ اندر جا کر غاروں اور بڑے غاروں میں تبدیل ہو گئے تھے ہم دونوں کافی اندر تک گئے تھے لیکن پھر بھی ہم اس کے آخر تک نہیں پہنچ پائے تھے۔

www.taemeernews.com

ہماری مشعل اب بجھنے کے قریب ہوگئی تھی اس لئے ہم تیزی سے واپس ہوئے واپسی پر ہمیں غار کے دہانے پر ایک بہت بڑا سفید ستون نظر آیا غالباً اس ستون کا عکس پانی میں پڑنے کی وجہ سے سمندر میں وہ روشنی بنتی ہوگی۔

غار کے دہانے سے نکلنے سے پہلے ہم نے یاد کر کے اپنی تھوڑی سی بچی ہوئی مشعل بجھا کر ایک اونچی سی خشک چٹان پر رکھ دی ممکن تھا کہ کبھی ہم یہاں آئے تو یہ مشعل ہمارے کام آسکتی تھی۔ چند منٹوں تک ہم وہاں کھڑے ہوئے اپنی آنکھوں کو اندھیرے میں دیکھنے کا عادی بناتے رہے۔

" خالد! تم تیار رہو ——" عظیم نے کہا —— اس کی آواز غار کی چھت میں سے آتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی۔

" بالکل ——"

" پھر آگے بڑھو ——" اس نے کہا اور سمندر میں چھلانگ لگا دی۔

گیارھواں باب

ہرنوں کا شکار

سمندر کے اندر کسی گہرے غار میں سے نکل کر کھلی ہوا میں سانس لینا کتنی خوش قسمتی کی بات ہے۔ یہ ہمیں اس روز ہی محسوس ہوا! حالانکہ ہم سمندر میں آدھے گھنٹے سے زیادہ نہیں رہے تھے لیکن یہ عرصہ ہمیں بہت زیادہ محسوس ہوا تھا۔ غار میں ہوا صاف نہ ہونے کی وجہ سے حبس اور گرمی بہت تھی۔ گرمی کی وجہ سے ہم دونوں پسینے میں نہائے ہوئے تھے۔ غار سے باہر نکل کر

www.taemeernews.com

جب ہم کھلے سمندر میں پہنچے تو سمندر کے ٹھنڈے پانی نے ہمارے پسینے کو دھو دیا اور چٹان پر آکر ہم نے کپڑے پہنے۔ عزیز کو جہاں تک ممکن ہو سکا غار کے عجائب وغرائب کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔

عزیز کو ہیروں کے غار کے بارے میں سب کچھ بتانے کے بعد ہم سے جتنی جلدی ہو سکا اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ یکایک ہمارے کانوں سے ایک مانوس قسم کا شور ٹکرایا۔

"اب کیا مصیبت ہے" عزیز نے چلا کر کہا۔ اس نے اپنا بھالا سیدھا کر لیا تھا۔

"سنو!" عظیم نے کہا ــــــ "یہ تمھارے دوست ہیں۔ جو اپنے گوشت سے تمھاری دعوت کرنے آئے ہیں۔

"آگے بڑھو ــــــ" عزیز پھر چلایا ــــ ہم دونوں مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے چلنے لگے۔

آوازیں اب اور زیادہ صاف ہو گئی تھیں۔ یہ آوازیں ایک چھوٹی سی وادی میں سے آ رہی تھیں۔ یہ وادی ہیروں کے غار والی پہاڑیوں اور اس بڑی وادی کے بیچ میں تھی جس میں ہمارا گھر بنا ہوا تھا ــــ

"میں کہتا ہوں عزیز ــــــ" عظیم نے کہا ــــ "یہ ہرن اس پہاڑی کے دوسری طرف ہیں میں انھیں اس پہاڑی کے نیچے ہنکاتا ہوں۔ جب وہ تمھاری طرف آئیں گے تو تم ان میں سے ایک کا شکار کر لینا۔"

"جیسی تمھاری مرضی ــــ" عزیز نے اپنے ہونٹ چاٹتے ہوئے کہا۔

www.taemeernews.com

میں تصور میں ہی ہرن کے گوشت کی دعوت اڑانے لگا۔

"وہ آ گئے ۔۔۔۔" میں نے جیسے ہی منصور کی چیخ کی آواز سنی چلا کر کہا ۔۔۔" ہرنوں کے غول کے دوڑنے کی آواز ہوئی ۔ دو چھوٹے چھوٹے ہرن سب سے آگے دوڑے چلے جا رہے تھے ۔۔۔ یہ دونوں ہرن اتنے بدحواس تھے کہ انھیں ہم سامنے کھڑے ہوئے بھی نظر آئے۔ یہ سیدھے دوڑتے ہوئے سامنے آ رہے تھے ۔بیچاروں کو معلوم نہ تھا کہ وہ اپنی موت کی طرف دوڑتے ہوئے آ رہے ہیں ہیں نے اپنے گوپھن میں پتھر رکھ کر ایک ہرن کی طرف پھینکا ۔ خوش قسمتی سے وہ پتھر اس کی کنپٹی پہ لگا اور وہ نیچے گر گیا ۔ دوسرا ہرن یہ ماجرا دیکھ کر کسی اور طرف نو دو گیارہ ہو گیا ۔۔۔

"بہت خوب خالد" عزیز نے کہا ۔۔۔ "کیا نشانہ ہے ۔خدا کی قسم مزہ آ گیا۔

پھر وہ پاگلوں کی طرح دوڑتا ہوا اس وادی میں گھس گیا جہاں سے اور ہرنوں کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں ۔غول کے تمام ہرن خطرے کی آوازیں نکال رہے تھے اب دوسرا ماڈس ڈیر شکار کرنے کی خواہش نہیں تھی ۔ اگر عزیز ایک اور ماؤس ڈیر کا شکار کر لیتا تو یہ دونوں ہرن ہماری ضرورت کے لئے بہت کافی ہو جاتے اچانک ہمارے سامنے سے وادی میں سے ہرنوں کا وہ غول گزرنے لگا ۔ وہ سب خطرے کی طرح طرح کی آوازیں نکالتے ہوئے اور دمیں اٹھائے ہوئے بھاگ رہے تھے ۔

"عزیز نشانہ لگاؤ ۔۔" میں نے کہا ۔

www.taemeernews.com

لیکن وہ بلا حرکت خاموش کھڑا رہا ــــ میں نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹ سختی سے ایک دوسرے پر جمے ہوئے تھے بھویں نیچے کی طرف جھکی ہوئی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ جیسے کسی گہری سوچ میں ہو۔

اچانک ہی اس نے اپنا بھالا اٹھایا۔ آگے بڑھا۔ ایک چیخ کے ساتھ اس نے اپنا بھالا آخر میں بھاگتے ہوئے ایک بڑے ہرن کے کلیجے میں پیوست کر دیا ــــ

"ارے عزیز۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں ــــ" میں نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو گیا ہے ــــ" عزیز نے میری بات کو دوہرایا "میں نے اس بوڑھے ہرن کو مار دیا ہے اس کا چمڑہ اب میرے جوتے بنانے کے کام میں آئے گا۔"

"ارے یہ کیا کر دیا ــــ؟" عظیم نے بھی آتے ہی پوچھا "کیوں عزیز اب کیا تم نے بڈھے بکروں کا گوشت پسند کرنا شروع کر دیا ہے تم نے اسے کیوں مارا ــــ"

"مارا یوں ــــ" عزیز نے فلسفی بنتے ہوئے کہا ــــ "کیونکہ اس کی موت آ چکی تھی ــــ اور وہ میرے ہی ہاتھوں لکھی ہوئی تھی اور سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے اس کے سخت چمڑے کی ضرورت تھی میں کئی دن سے اپنے نئے جوتے بنانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔"

"ٹھیک ہے ــــ" عظیم نے کہا۔ اس نے اپنی نظریں بڑے ہرن کی موٹی کھال پر جما دیں ــــ

www.taemeernews.com

اب ہم سوچنے لگے کہ ان شکار کئے ہوئے ہرن کو اپنے گھر تک کیسے لے جائیں۔ راستہ اگرچہ زیادہ طویل نہیں تھا لیکن بڑا ہرن کافی بھاری تھا کافی دیر سوچنے کے بعد ہم اس بات پر متفق ہوئے کہ بڑے ہرن کی چاروں ٹانگیں باندھ کر اس کو عزیز کے بھالے میں لٹکا کر دو آدمی اٹھا کر لے چلیں۔ شمیم اور میں نے بھالے کا ایک ایک سرا اپنے اپنے کاندھے پر رکھ لیا۔ عزیز نے چھوٹے ہرن کو اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔

اس طرح ہم عزیز کے کہنے کے مطابق اپنی کوششوں کا پھل اٹھائے ہوئے گھر کو واپس ہوئے۔

بارھواں باب ۱۲

ہم نے ایک کشتی بنائی

منصور نے کافی دن تک اپنی کشتی بنانے کی کوشش جاری رکھی آخر کار ایک دن ہماری کوششوں کے نتیجے میں ایک کشتی جیسی چیز ہمارے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ آپ ہماری ان مشکلوں کو کبھی نہیں جان سکتے جو ہمیں اس کشتی کو بنانے پر پیش آئی تھیں۔ ہمارے پاس ڈھنگ کا کوئی اوزار نہ تھا صرف ایک بادبان سینے والی سوئی، ایک کلہاڑی اور تھوڑا سا سادہ لوہا جو عزیز کے بھالے میں لگا تھا ـــــ ایک ٹوٹا ہوا چاقو بھی تھا۔

کشتی بھی اپنی شکل کی ایک ہی تھی۔ بہر حال میں یہاں اس کے بنانے کی کچھ تفصیل بیان کرتا ہوں۔

www.taemeernews.com

میں آپ کو اس درخت کے بارے میں پہلے بتا چکا ہوں جس سے ہم لکڑی کے لمبے لمبے تختے اپنی خواہش کے مطابق کاٹ سکتے تھے۔ عظیم نے سب سے پہلے اس لمبے درخت سے ایسے تختے کاٹے جو کشتی کا پیندہ بنانے میں کام آسکتے تھے۔ ہمارے پاس تختوں کو آپس میں جوڑنے کے کیلیں نہیں تھیں اس لئے ہمیں کونوں پر سے مڑے ہوئے تختوں کی ضرورت تھی۔ ایسے تختوں کا کاٹنا آسان نہ تھا۔ آخر کئی دن کی تلاش کے بعد منصور کو ایک ایسا درخت مل گیا جو تقریباً زمین سے دس فٹ اونچا ہوکر ایک شاخ کی شکل میں اوپر چلا گیا تھا۔ عظیم نے اس درخت سے کشتی کے پیندے کے سائز کا دس فٹ لمبا تختہ بڑی مشکل سے کاٹا۔ اس کے بعد اس نے کشتی کے چاروں طرف لگانے کے واسطے تین تین فٹ چوڑے تختے کاٹے۔ کیلیں نہ ہونے کی وجہ سے عظیم نے عزیز کے بھالے سے ان تختوں کے کناروں پر چھید کر لئے تھے اور ان چھیدوں میں اس نے لکڑی کی موٹی موٹی کیلیں بنا کر گھسیڑ لی تھیں۔ کہیں کہیں پر ہم نے تختوں کو ایک دوسرے سے جوڑنے کے لئے رسی سے باندھ رکھا تھا۔ یہ تختے دو انچ موٹے تھے۔ اس لئے ہم کو ان میں چھید کرنے میں زیادہ پریشانی نہیں ہوئی تھی لیکن درخت سے کاٹنے پر کافی مشکل کا سامنا پڑا تھا۔ چھیدوں میں ہم نے ناریل کا جٹا بھر رکھا تھا۔

کشتی مکمل ہو گئی

ایک دن جب میں اور عزیز کھانا تیار کر کے بیٹھے ہی تھے کہ عظیم ساحل پر سے بھاگتا ہوا آیا ـــــ اس نے اپنی کلہاڑی ایک طرف پھینکی اور

www.taemeernews.com

چلایا ـــــ

"دوستو! کشتی آخر کار تیار ہو ہی گئی بس اب ہمیں پتوار بنانے ہیں پھر اس کے بعد ہم سمندر کی سیر کریں گے۔

اس خبر نے ہمارے اندر خوشی کی لہر دوڑا دی۔ حالانکہ ہمیں معلوم تھا کہ کشتی آہستہ آہستہ اپنے مکمل ہونے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ہمارا اندازہ تھا کہ وہ تقریباً دو تین ہفتے اندر لے گی ـــ لیکن ایسا نہ ہوا عظیم کی لگاتار اور سخت محنت نے اسے چند دنوں میں ہی مکمل کر دیا تھا۔

"میرے پیارے دوست!" عزیز چلایا ـــ "تم تو فرشتے ہو مگر تم نے ہمیں پہلے ہی کیوں نہیں بتایا تھا کہ وہ ایک یا دو دن میں ہی مکمل ہونے والی ہے ـــ"

زیادہ باتیں مت کرو ـــ" عظیم نے کہا ـــ "اور مہربانی کر کے میری طرف ہرن بڑھاؤ ـــ"

"ضرور۔ ضرور ـــ" عزیز نے کلہاڑی کو پکڑتے ہوئے کہا ـــ لیکن کون سا حصّہ ـــ ران، سینہ۔ گردن ـــ"

"پچھلی ٹانگ" عظیم نے جواب دیا "اور مہربانی کر کے دم سمیت۔"

"بہت خوشی سے" عزیز نے کہا ـــ اس نے چاقو سے عظیم کا کہا ہوا گوشت کا حصّہ الگ کر کے اس کو دے دیا۔

"لیکن، میں ـــ" عزیز نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا ـــ میں کل کشتی میں گھومنے کی بات کر رہا تھا ـــ کیا کل ہم کشتی میں گھومنے نہیں جا سکتے ـــ"

"نہیں" عظیم نے جواب دیا۔ "میرا خیال ہے کہ کل اگر ہم بہت سخت

www.taemeernews.com

محنت بھی کریں تو جب کہیں شام تک جاکر پتوار یں تیار ہوں گی ۔"

"بہت اچھا ۔" عزیز نے عظیم کی بات کاٹتے ہوئے کہا ۔

"اس کے بعد ۔" عظیم نے کہا ۔ "ہم ناریل کے پتوں کا ایک بادبان بنائیں گے ۔ ہم پھر دوسرے جزیروں کی سیر کو اور پینگوئنوں کے جزیرے پر ان سے ملنے جائیں ۔

اتنی جلدی دوسرے جزائر کی سیر کرنے کی بات سن کر ہمارے دل خوشی سے بھر گئے ۔ کھانے کے بعد ہم نے پتواریں بنانی شروع کیں ۔ ہم نے بہت تیزی سے اور بہت محنت سے کام کیا ۔ سورج غروب ہونے تک جب ہم اپنے گھر واپس ہوئے تو ہمارے پاس چار بہترین پتواریں تھیں ۔

رات کے کھانے کے بعد ہم لوگ بہت گہری نیند سوئے ۔ ساری رات خوابوں میں ہم اپنی کشتی میں سفر کرتے رہے ۔

تیرھواں باب ۱۳

ہم نے جھیل کا جائزہ لیا

صبح بہت خوشگوار اور حسین تھی ۔ جب ہم نے اپنی کشتی کو جھیل کے پرسکون پانی پر چلایا تو ہوا بالکل نہیں چل رہی تھی ۔ میرا مطلب ہے کہ ہوا جھکڑوں والی نہیں تھی ۔ سمندر کی سطح پر کوئی اتھل پتھل نہیں تھی آسمان پر بادل کا ۔۔ کوئی بھی ٹکڑا نظر نہیں آرہا تھا ۔ نیلگوں آسمان نیلے نیلے سمندر پر بہت خوبصورت معلوم ہو رہا تھا ۔ سمندر ایک چمکیلے گلاس

www.taemeernews.com

کی طرح تھا۔ اس کے آرپار آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا ہلکی ہلکی لہریں مونگوں کی چٹانوں پر چڑھتی اور اترتی ہوئی بہت خوبصورت معلوم ہو رہی تھیں سمندر کی تہہ بالکل صاف نظر آ رہی تھی ـــ اس کی تہہ میں پڑے ہوئے رنگ برنگے مونگے اور سمندری پودے ہیروں کی طرح لگ رہے تھے۔

ہم لوگ خوشی سے پاگل ہو رہے تھے۔ اس لئے کچھ دیر تک تو ہم بلا مقصد اور بغیر اندازے کے ہی کشتی چلاتے رہے۔ لیکن جب ہم اپنے حواس میں ذرا واپس آئے تو ہمیں اس بات کا خیال آیا۔

"ہمیں جھکی ہوئی چٹان کی طرف چلنا چاہیئے۔" عزیز نے کہا۔

ہمیں جھیل میں واقع سارے جزیروں کا معائنہ کرنا چاہیئے ـــ" میں نے کہا۔

"ہم دونوں جگہ جائیں گے ـــ" عظیم نے کہا ـــ "تو تم لوگ شروع ہو جاؤ ـــ جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ ہمیں چار پتواریں بنانی چاہئیں۔ لیکن چونکہ ہماری کشتی کافی چھوٹی ہے اس لئے اس کے لئے دو پتواریں ہی کافی ہیں۔ ہمیں دو پتواریں وقت بے وقت کے لئے حفاظت سے رکھ لینی چاہئیں۔ ہم میں سے دو آدمی کشتی کھے رہے تھے۔ تیسرا آدمی رہنمائی کر رہا تھا۔ جب کوئی تھک جاتا تھا تو اس سے جگہ تب دیل کر لیا کرتا تھا۔

ہم نے کشتی میں سیر کی

ہم نے تقریباً سب جزیروں کو دیکھا۔ سب سے پہلے ہم ایک چھوٹے سے جزیرے پر اترے۔ ہم نے یہ جزیرہ پوری طرح گھوما لیکن اس میں کوئی قابل ذکر بات نہیں پائی۔ پھر ایک کافی بڑے جزیرے پر اترے

www.taemeernews.com

اس جزیرے میں کچھ ناریل کے درخت تھے ہم نے چونکہ صبح سے ناشتہ وغیرہ نہیں کیا تھا اس لیئے ہم نے ان ناریلوں کا ناشتہ کیا۔ اس کے بعد ہم سمندر پر جھکی ہوئی چٹان کی طرف چلے۔

حقیقت میں یہ ہمارے لئے بہت دلچسپ اور نیا منظر تھا۔ ہم کھلے سمندر سے کافی دور اندر جزیرے میں کافی عرصہ تک رہے تھے اس لئے ہم بڑی بڑی لہروں کا اٹھنا اور گرنا دیکھنا بھول گئے تھے لیکن اب ہمارے دلوں میں فطرت پسندوں کا مخصوص جذبہ جاگ گیا تھا۔۔۔

سارا دن اپنی چھوٹی سی کشتی میں سیر کرنے کے بعد ہم اپنے گھر کی طرف واپس ہوئے۔ اس وقت ہم کافی تھکے ہوئے اور بہت بھوکے تھے۔

" اب " عظیم نے کہا ۔۔۔ " ہماری کشتی ٹھیک بنی ہے بس اب ہمیں جلدی سے بادبان اور مستول تیار کر لینے چاہئیں ۔۔۔

" ہم ایسا ہی کریں گے ۔۔ " عزیز نے چلا کر کہا۔ پھر ہم تینوں کشتی کو کم گہرے پانی میں گھسیٹنے لگے ۔ " اب ہم رات گئے تک روشنی جلا کر اپنا کام کریں گے ہرا ، زور لگاؤ دوستو ! "

جب ہم اپنی کشتی کو ساحل کی طرف گھسیٹ رہے تھے تو ہم نے دیکھا کہ کشتی کے پیندے کی تہہ چٹان سے ٹکرا کر اکھڑ رہی ہے ۔

" یہ کیا ؟ " عظیم چلایا ۔۔۔ " ایسا تو نہیں ہونا چاہیئے ۔ اس طرح تو پیندا بہت جلد الگ ہو جائے گا ۔

" مجھے بھی یہی نظر آ رہا ہے ۔۔ " میں نے سوچتے ہوئے جواب دیا ۔۔۔ لیکن میں اس کے بچانے کا کوئی طریقہ نہیں سوچ سکا۔ سوائے اس کے کہ کشتی کے پیندے پر لوہے کا پتر چڑھا دیا جائے ۔ لیکن لوہا کہاں سے آئے

www.taemeernews.com

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے - مجھے تو یہ نظر آیا ہے عظیم کہ ہم کسی بھی طرح پیندے کو اکھڑنے سے نہیں روک سکیں گے ---؟"

"نہیں روک سکیں گے ---" عزیز نے چلا کر کہا - کوئی بات مشکل نہیں ہے --- ہم اسے روک لیں گے -

"وہ کیسے ---" میں نے حیرت سے پوچھا -

"کشتی کو استعمال نہ کر کے -" عزیز نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا -

"خاموش ہو جاؤ عزیز ---" عظیم نے کہا --- "میرے ساتھ آؤ - میں تمہیں کرنے کے واسطے کام دوں گا - سب سے پہلے تم ناریل کے اچھے اچھے اور بڑے بڑے پتے جمع کرو میں ان سے ستول اور رسیاں بناؤں گا -

ہم نے کام شروع کر دیا ہمیں تین دن میں جا کر ہم ایک بادبان اور مستول بنا سکے - بادبان زیادہ خوبصورت نہیں بن سکا تھا --- ناریل کے کئی کئی پتوں کو آپس میں جوڑ کر ایک بادبان جیسی چیز بنائی گئی تھی -

عظیم نے بھی سخت محنت کر کے کشتی پر ایک اور پیندہ چڑھا دیا تھا - یہ پیندہ اس نے ایک انچ موٹی لکڑی کاٹ کر بنایا تھا اس لیے کشتی کے زیادہ بھاری ہونے کا کوئی خطرہ نہیں تھا -

---

چودھواں باب ۱۴

پینگوئینوں کا جزیرہ

ایک دن جب ہمیں اپنی کشتی کی مرمت کئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں

www.taemeernews.com

ہوا تھا۔ ہم ہیرون کے غار والی چٹانوں پر بیٹھے ہوئے پینگوئنوں کے جزیرے پر جانے کی باتیں کر رہے تھے۔

"تم تو جانتے ہو ۔۔۔" عزیز نے کہا ۔۔ "میں تو ایسا شخص ہوں اگر میں پینگوئنوں کے جزیرے پر بھی نہ جاؤں تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑیگا لیکن اگر تم لوگ اس جزیرے پر نہ جاؤ تو بہت ہی عجیب و غریب بات ہوگی ۔۔ تم پرندوں کے شوقین ۔۔۔ ان پرندوں کو دیکھے بغیر ان کے رہن سہن کے بارے میں جانے بغیر ان کو چھوڑ دو۔ یہ بات ناممکن ہے اس لیئے بہتر یہی ہے کہ ہم جلد سے جلد ان کے جزیرے پر پہنچ جائیں۔

"بالکل ٹھیک ہے" میں نے کہا ۔۔۔ "میں واقعی ان پرندوں کو قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں ۔۔"

"لیکن میرا خیال ہے ۔۔۔" عظیم نے کہا ۔ "تم یہیں رہو عزیز"

"یہیں رہوں ۔۔" عزیز چلایا ۔۔۔ "میرے پیارے دوست اگر میں تمہارے ساتھ نہیں رہا تو تم راستہ بھول جاؤگے ۔نہیں تو کشتی الٹ دوگے اس لئے میرا تمھارے ساتھ رہنا ضروری ہے۔

"واقعی تم سچ کہہ رہے ہو ۔۔" عظیم نے کہا ۔۔۔ "یہ تو میں بھول ہی گیا تھا کہ کشتی میں وزن کی ضرورت ہے ۔ اگر تم کشتی میں نہ بیٹھو گے تو ہلکی رہ جائے گی ۔تمہاری وجہ سے ہمیں کشتی کو بھاری کرنے کے لئے اس میں پتھر رکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی ۔۔"

ہمیں کھانے کی کافی چیزیں تیار کرنی ہیں۔ کیونکہ ہمیں ایک دو راتیں سفر میں رہنا تھا۔ کھانے کی چیزیں تیار کرنے میں ہمیں کافی وقت لگا ۔عزیز کو ہم نے اندرونی جنگل میں ایک یا دو مادہ ڈیئر کا شکار کرنے کے لئے بھیج دیا۔

www.taemeernews.com

عزیز بہت اچھا دوڑتا تھا۔ اس کے لیے ہرنوں کا شکار کرنا مشکل کام نہیں تھا۔ عظیم اپنی کشتی درست کرنے میں لگ گیا۔ عزیز واپس آیا تو دو شکار کیے ہوئے ہرن تھے۔ میں جھیل کے قریب جنگلی بطخوں کا شکار کھیلنے گیا تھا اور چار پانچ بطخیں مار لینے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ ہم نے دوسرے دن علی الصبح اپنی کشتی میں کھانے پینے کا یہ سارا سامان رکھا جیسا کہ ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ ہماری ضروریات سے بہت زیادہ ہے خاص طور سے ناریل تو بہت ہی زیادہ نکلے۔ ہم جہاں بھی گئے ہمیں ناریلوں کی کافی مقدار ملتی رہی۔

ہم روانہ ہوئے

صبح خوشگوار تھی۔ ہوا بہت ہلکی ہلکی چل رہی تھی۔ ہم نے اپنی کشتی کو جھیل میں اتارا اور چھوٹے سے درے سے ہو کر گہرے سمندر میں آگئے۔ سمندر کی لہریں چونکہ اس جگہ آ آکر چٹانوں پر چڑھ رہی تھیں اس لیے ہمیں کشتی نکالنے میں تھوڑی دشواری ہوئی لیکن جب ہم اس درے سے نکل آئے تو پھر ہمیں کھلے سمندر میں کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ہم مزے سے کھلے سمندر میں بہتے رہے۔

پینگوئنوں کا جزیرہ ہمارے جزیرے کے دوسری طرف تھا۔ ساحل سے ایک میل کے فاصلے پر آکر ہم نے سوچا کہ وہ کم از کم بیس میل دور ہوگا۔ جزیروں کے بیچ میں سے ہو کر ایک چھوٹے سے راستے سے بھی اس جزیرے پر پہنچ سکتے تھے لیکن چونکہ ہم ہمیشہ نئی نئی چیزیں دیکھنا پسند کرتے تھے اس لیے ہم نے کھلے سمندر کے راستے سے اس تک پہنچنا مناسب سمجھا۔

"کاش ہوا چل جائے" میں نے کہا۔

www.taemeernews.com

"میری بھی یہی خواہش ہے" عزیز نے کہا "کشتی کھینا واقعی بڑا مشکل کام ہے۔ عظیم اگر ہم یہ بڑے بڑے سمندری پرندے پکڑ لیں اور انھیں اپنی کشتیوں سے باندھ دیں تو پھر ہماری کشتی کیسی ہوا میں اڑنے لگے گی"

"وہیل یا شارک کی دم میں چھید کر کے اسے کیوں نہ اپنی کشتی سے باندھ لیں" عظیم نے چڑ کر کہا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ میری خواہش پوری ہونے جا رہی ہے" میں نے کہا "عزیز تم کشتی پر ستون چڑھا دو"

عزیز نے مشکل سے ہی یہ الفاظ کہے ہوں گے کہ ہمیں آسمان پر ایک بھوری سی لائن ابھرتی ہوئی نظر آئی۔ تھوڑی ہی دیر میں ہمارے آس پاس بڑی بڑی لہریں اٹھنے لگیں۔ ہم نے کشتی کو بہت زور لگا کر سمندر کی سطح پر سیدھا رکھا۔ جلد ہی ہوا کا یہ جھکڑ اچھی ہوا میں تبدیل ہو گیا۔ لیکن یہ ہوا جلد ہی ختم ہو گئی لیکن ہم کافی راستہ طے کر چکے تھے۔ جب ہم نے دوبارہ چپو چلائے پینگوئینوں کے جزیرے ہم سے ایک میل کے فاصلے پر تھے۔

"لو سپاہی آ گئے" جیسے ہی ہم نے ان کو دیکھا۔ عزیز چلا کر بولا "ان کے پاجامے کتنے سفید ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ ہمارا خوشی سے سواگت کریں گے تمھارا کیا خیال ہے عظیم"

"زیادہ باتیں مت کرو۔ تیزی سے کشتی کھیتے رہو"

پینگوئینز

جیسے ہی ہم لوگ جزیرے کے نزدیک پہنچے ہمیں ان پرندوں کی حرکات اور صورتیں دیکھ کر بے ساختہ ہنسی آ گئی۔ ہم ان پرندوں سے چند گز کے فاصلے پر ایک نیچی سی چٹان پر کھڑے ہوئے ان کو حیرت سے دیکھ رہے تھے

www.taemeernews.com

یہ پرندے اپنے چھوٹے چھوٹے پیروں پر بلا حرکت سیدھے بیٹھے ہوئے سپاہی سے نظر آتے تھے۔ ان کے سر کالے، چونچیں لمبی اور تیز، سینے سفید اور کمریں گہری نیلی تھیں۔ ان کے پر بہت چھوٹے چھوٹے تھے۔ جیسا کہ ہم نے بعد میں دیکھا کہ یہ اپنے ان پروں کو سمندر میں تیرنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ ان کی ٹانگیں بہت چھوٹی چھوٹی اور کافی فاصلے پر تھیں۔ اس لیے ان کو اپنا توازن قائم رکھنے کے لیے ہمیشہ کھڑا رہنا پڑتا تھا۔ پانی میں یہ دوسرے آبی پرندوں کی ہی طرح تیرتے تھے۔ یہ کئی ہزار تھے۔ اچانک ہمیں محسوس ہوا جیسے کہ ان کے درمیان کچھ چار ٹانگوں والے جانور بھی چل رہے ہوں۔ ہمیں بڑی حیرت ہوئی۔ یہ ایسے کون سے چوپائے تھے جن سے یہ پرندے مانوس تھے۔ پھر غور کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ بھی پینگوئن ہی تھے۔ وہ اپنے دونوں پروں اور پیروں کے سہارے جھاڑیوں میں چوپاؤں کی طرح چل رہے تھے۔ اچانک ہی ایک عظیم الجثہ پینگوئن جو ہمارے قریب تھا، اپنی گہری سوچ سے جاگا، ہڑبڑا کر اٹھا اور بے تحاشہ بھاگا۔ تیز بھاگنے کی وجہ سے وہ کئی بار جھاڑیوں میں گرا، سنبھلا اور سمندر کے قریب پہنچنے کے بعد اس میں کودنے کے بجائے گھبراہٹ میں اس میں گر سا گیا۔ ایک ہی لمحہ بعد وہ ہم کو کافی دور سمندر میں ابھرتا ہوا نظر آیا جس سے وہ ہمیں پرندے سے زیادہ مچھلی لگ رہا تھا۔

"اس نے تو واقعی پالا مار لیا" فریڈ نے اپنی ناک ملتے ہوئے کہا۔

"میں نے آج تک ایسے پرندوں کے بارے میں نہیں سنا جو اپنے پیروں اور پروں پر چل سکتے ہوں، سمندر میں مچھلیوں کی طرح تیر سکتے ہوں، جو پرندے بھی ہوں ـــــ مچھلی بھی ہوں ـــــ اور چوپائے بھی ـــــ حیرت ہے ـــــ!

لو وہ دیکھو" اس نے ساحل کی طرف اشارہ کیا۔ ساحل پر ایک پینگوئن،

www.taemeernews.com

ہا چہل قدمی کر رہا تھا " ذرا اس کی دم کو دیکھو ۔ ہا ئیں اس نے اپنی دم میں کیا چھپا رکھا ہے ، واقعی صاحب دنیا کی عجیب و غریب چیزیں ہیں "

ہم نے دیکھا کہ ایک پینگوئن آسٹریلیا کے کنگارو کی طرح تھا ۔ وہ اپنے ایک بڑے سے انڈے کو اپنی دم میں چھپائے ہوئے تھا ۔ ہم نے سوچا کنگارو کے تو پیٹ پر بچہ رکھنے کی تھیلی ہوتی ہے ۔ لیکن اس کے تو دم ہے ۔ ہم نے ایسے اور پینگوئنوں کو تلاش کرنے کے لیے ساحل پر نظریں دوڑانی شروع کیں ۔ ساحل پر ایسے کافی پرندے گھوم رہے تھے ۔ مادہ پینگوئنوں کے دم کے اندر ٹانگوں کے درمیان ایک تھیلی سی بنی ہوئی تھی ۔ اس تھیلی میں ان کا انڈا رکھا ہوا تھا ۔ جزیرے پر ہر پرندے کا اپنا الگ الگ علاقہ تھا ۔ اپنے علاقے پر ہر پینگوئن بہت سنجیدہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا ۔ کچھ مادہ پینگوئنیں اپنے انڈوں کو لیے ہوئے گھوم رہی تھیں ۔ کچھ مادہ اور نر پینگوئن اپنے بچوں کو کھلا رہے تھے ۔ ان کے اپنے بچوں کو کھلانے کا انداز دیکھ کر ہم اپنی ہنسی نہیں روک سکے ۔ مادہ پینگوئن ایک اونچی سی چٹان پر کھڑی ہوئی تھی ۔ اور اس کا بچہ نیچے زمین پر کھڑا ہوا تھا ۔ اچانک مادہ پینگوئن نے اپنا سر سیدھا کیا اور چند کریہہ آوازیں نکالیں

" میرے خیال میں یہ بیمار ہو گئی ہے " عزیز نے کہا ۔

لیکن یہ بات نہیں تھی ۔ حالانکہ وہ اپنے اس انداز سے ایسی ہی نظر آ رہی تھی کہ جیسے وہ کچھ بیمار ہو گئی ہو ۔ چند لمحوں بعد اس نے اپنا سر نیچے کر کے اپنی چونچ کھول دی ۔ بچے نے اپنی چونچ اس کی کھلی ہوئی چونچ میں ڈال دی اور اس کے حلق سے کچھ نکال کر کھانے لگا ۔

مادہ پینگوئن نے اپنے حلق سے پھر وہی آواز نکالی ۔ بچے نے اپنا

www.taemeernews.com

کھانا جاری رکھا۔ یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہا جب تک کہ اس بچے کا پیٹ نہ بھر گیا۔

"لو اور دیکھو!" عزیز نے کہا "میں نے آج تک کسی ماں کو ایسا ظالم نہیں دیکھا۔ مادہ پینگوئین اپنے بچے کو سمندر میں ڈھکیل رہی تھی۔ ایک اونچی سی پہاڑی سمندر کے کنارے تھی۔ مادہ پینگوئین اپنے بچے کو اس پہاڑی پر سے سمندر میں ڈھکیل رہی تھی۔ لیکن بچہ بھی ضدی تھا وہ بھی سمندر میں نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس لیے بچہ اور ماں آہستہ آہستہ سمندر کی طرف کھسک رہے تھے۔ آخر سمندر کے قریب پہنچ کر ماں نے بچے کو نیچے پیار اور آہستہ انداز سے تھپتھپایا جیسے کہہ رہی ہو "ڈرو نہیں، بیٹا۔ تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اچانک ہی اس نے بچے کو اس انداز سے دھکا دیا کہ وہ سیدھا لڑھکتا ہوا سمندر میں جا پڑا۔ اب ہمیں معلوم ہوا کہ یہ پرندے اپنے بچوں کو کیسے تیرنا سکھاتے ہیں۔ پھر ہمیں کچھ پرندے پاگلوں کی طرح اچھلتے کودتے سمندر کی طرف دوڑتے نظر آئے۔ کچھ تو صحیح سلامت سمندر کے کنارے پہنچ گئے اور انھوں نے سمندر میں چھلانگیں لگا دیں۔ لیکن کچھ پرندوں نے پہاڑی کی ڈھلان پر اپنا توازن کھو دیا۔ اور اس طرح وہ لڑھکتے ہوئے بڑے بے ڈھنگے انداز سے سمندر میں گر گئے لیکن انھوں نے اپنے چھوٹے چھوٹے پروں سے اپنا توازن قائم کر لیا اور تیرنے لگے۔

عزیز نے کہا "میرے خیال میں یہ پرندے پاگل ہیں۔"

"ایسی کوئی بات نہیں" عظیم نے کہا "یہ پرندے کافی بڑے ہیں لیکن ان کی ٹانگیں چھوٹی چھوٹی ہیں۔ اس لیے یہ بے ڈھنگے انداز سے اچھل اچھل کر چلتے ہیں اور سمندر سے کھانا حاصل کرنے کے واسطے انھوں نے

www.taemeernews.com

تیرنا سیکھ لیا ہے۔"

ہم نے اس جزیرے میں تقریباً تین گھنٹے گزارے۔ اور جب ہم وہاں سے روانہ ہوئے تھے تو ہم تینوں کا متفق طور پر یہ خیال تھا کہ ہم نے دنیا کے سب سے زیادہ عجیب وغریب پرندے دیکھے ہیں۔

پندرھواں باب

لڑائی

پینگوئینوں کے جزیرے سے واپس آنے کے بعد ہمارا معمول یہ تھا کہ ہم کسی دن تو مچھلی کا شکار کھیلنے کے لیے کھلے سمندر میں اپنی کشتی لے کر کافی دور تک نکل جاتے تھے۔ کبھی ہرنوں کا شکار کرنے چلے جاتے تھے۔ یا کبھی کبھی پہاڑ کی چوٹی پر اپنے جزیرے کا نظارہ کرنے کے لیے چڑھ جاتے تھے۔ عزیز کبھی کبھی سمندر کے کنارے جاکر گزرتے ہوئے جہازوں کو قریب بلانے کی کوشش کرتا تھا۔

گرمیاں شروع ہو چکی تھیں۔ درختوں میں نئے نئے پھل پھول لگ رہے تھے۔ ہرن بھی اپنی تعداد بڑی تیزی سے بڑھا رہے تھے۔ حالانکہ ہم ہر ہفتے ان میں سے ایک دو کا شکار کر لیا کرتے تھے۔ ہم نے اس زمانے میں ناریل کے پتوں سے اپنے پہننے کے لیے کپڑے بھی بنائے کیونکہ وہ کپڑے جو ہم جہاز پر پہنے ہوئے تھے اب پھٹنے لگے تھے۔ عزیز نے ہرن کی کھال سے اپنے لیے کافی اچھے جوتے بنائے۔ غرض اس زمانے میں ہماری حالت بالکل جنگلیوں کی طرح تھی۔

کچھ عجیب وغریب کشتیاں

ایک دن جب عظیم اور میں ہیروں کے غار والی چٹانوں پر بیٹھے ہوئے

www.taemeernews.com

تھے۔ ہماری نظر اچانک اس طرف اٹھ گئی جہاں آسمان اور سمندر ایک ساتھ گلے مل رہے تھے۔ اس جگہ ہمیں کچھ دھبے سے حرکت کرتے ہوئے نظر آئے۔

"یہ کیا ہیں؟" میں نے عظیم کا کندھا ہلاتے ہوئے ان کی طرف اشارہ کیا

"مجھے نہیں معلوم" اس نے جواب دیا "میں ان کو پہلے بھی کئی مرتبہ دیکھ چکا ہوں"

"ادھر دیکھو" عظیم نے کہا: "ہم انسانوں سے اب پھر مل سکیں گے۔"

"یہ تو عجیب و غریب کشتیاں معلوم ہو رہی ہیں" عظیم آہستہ لہجے میں بڑبڑایا

"یہ جنگلی ہیں خالد" عظیم نے اچانک کہا۔ میں نے جنوب کے ان وحشیوں کے بارے میں کافی کچھ پڑھ رکھا ہے۔ یہ لوگ اجنبیوں کی کوئی عزت نہیں کرتے بلکہ موقع ملنے پر انھیں بھی بھون کر کھا جاتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ یہ یہاں تک پہنچیں کہیں چھپ جانا چاہیئے"

عظیم کی بات سن کر ہم دونوں فکر مند ہو گئے۔ اپنے اور جنگلیوں کے بارے میں سوچتے ہوئے ہم عظیم کے پیچھے جنگل کی طرف بھاگے۔

جنگلیوں کی کشتیاں اب قریب آگئی تھیں۔ ہم لوگوں نے ان کے بارے میں ایک یا دو الفاظ بولے ہوں گے کہ وہ جھیل میں داخل ہو گئے۔ ہم تینوں بالکل خاموش ہو گئے۔

پچھلی کشتی آگے والی کشتی کا پیچھا کر رہی تھی۔ آگے والی کشتی میں بچے، عورت، مرد کل ملا کر بیس آدمی تھے۔ جبکہ اس کشتی میں جو پہلی کشتی کا پیچھا کر رہی تھی اس میں صرف مرد ہی تھے۔ عورتیں اور بچے وغیرہ نہیں تھے۔ یہ لوگ کافی طاقتور تھے اور سب کے سب مسلح تھے۔ دونوں کشتیوں میں بیٹھنے والے اپنی پوری طاقت سے کشتیاں کھے رہے تھے۔ ایک شاید اپنی جان بچانے کی خاطر

www.taemeernews.com

اور دوسرے شاید ان کو پکڑنے کے واسطے۔

پہلی کشتی ساحل کے نزدیک آگئی تھی۔ لیکن اس کے اندر بیٹھنے والوں نے اسے اس وقت کھینا بند نہیں کیا جب تک وہ ایک آواز کے ساتھ اس ابھری ہوئی چٹان سے نہ ٹکرا گئی جس کے پیچھے ہم چھپے تھے۔ کشتی کے چٹان کے ساتھ ٹکراتے ہی ان لوگوں نے چیخو پکار بند کر دیا اور اس طرح اچھل کر زمین پر کودے جیسے ان کو کسی اسپرنگ نے ساحل پر اچھال دیا ہو۔ اس پوری پارٹی میں تین عورتیں تھیں۔ دو عورتوں کے ساتھ دودھ پیتے ہوئے بچے تھے یہ تینوں عورتیں ساحل پر اترتے ہی جنگل میں چھپنے کے لیے بھاگیں —— اور آدمی اپنے ہاتھ میں بھالے، پتھر اور لکڑیاں وغیرہ لے کر لڑائی کے لیے تیار ہو گئے۔

دوسری کشتی ساحل سے آدھے میل کے فاصلے پر ہو گی وہ بہت تیز ساحل کی طرف آ رہی تھی اور جیسے ہی وہ ساحل کے نزدیک پہنچی تو ہم نے دیکھا کہ اس کے آدمی بالکل خوف زدہ نہ تھے۔ دوسری کشتی والے جنگلی پہلی کشتی والے جنگلیوں پر حملہ کرنے آگے بڑھے اگرچہ پہلی کشتی والوں نے ان کی طرف کافی پتھر وغیرہ پھینکے لیکن انھوں نے اس کی کوئی پروا نہیں کی

گھمسان کی لڑائی

جنگلی ایک دوسرے کے سر پر لکڑیوں سے وار کر رہے تھے۔ ہم ان کی جنگ دیکھ رہے تھے۔ ہمیں ان میں ایک جنگلی پیلے رنگ کا نظر آیا۔ یہ جنگلی بہت لمبا چوڑا اور بہت طاقتور تھا۔ میں نے سوچا کہ یہ ضرور اس پارٹی کا لیڈر ہو گا۔ اس جنگلی کے سر کے بال کھڑے ہوئے تھے۔ کافی دیر بعد ہمیں احساس ہوا کہ اس نے اپنے آپ کو کسی مٹی وغیرہ سے رنگ

www.taemeernews.com

رکھا ہوگا ــــ اور واقعی یہ بات ٹھیک تھی۔

اچانک ہی دوسری پارٹی کے سردار پر بالکل اسی کی طرح ایک لمبے چوڑے آدمی نے حملہ کیا۔ دونوں برابر کے طاقتور اور لمبے چوڑے نظر آتے تھے۔ اس لیے دونوں ایک دوسرے کے چاروں طرف گھوم گھوم کر حملہ کرنے کا موقع تلاش کر رہے تھے۔ دونوں نے اپنے ہاتھوں سے لکڑیاں سر کے اوپر اٹھا رکھی تھیں۔ دونوں پوری طرح سے ہوشیار تھے۔ اس لیے ایک کو بھی حملہ کرنے کا موقع نہ مل رہا تھا۔ اچانک ہی پہلی پارٹی کے سردار نے اس پر لکڑی سے حملہ کیا۔ پہلا والا سردار زمین پر آ رہا۔ غالباً وہ مر چکا تھا۔

یہ لڑائی کا خاتمہ تھا۔ ان جنگلیوں کو جو سب سے پہلے ساحل پر اترے تھے فتحیاب جنگلیوں نے پکڑ لیا اور ان کے ہاتھوں پیروں کو مضبوط رسیوں سے باندھ دیا۔ یہ پکڑے ہوئے جنگلی تعداد میں پندرہ تھے۔ اس کے بعد وہ اپنے زخم وغیرہ پانی سے دھونے لگے۔ فتحیاب پارٹی کے چالیس آدمیوں کو ان کے سردار نے جنگل میں پہلی پارٹی کی چھپی ہوئی عورتوں کو پکڑنے کے لیے بھیج دیا۔

ہم تینوں نے ایک دوسرے کو خوف سے دیکھا۔ یہ جنگلی اور پہاڑی پر اس جگہ بھی آ سکتے تھے۔ جہاں ہم چھپے ہوئے تھے۔ لیکن ہم ان لوگوں کو دیکھنے میں اس قدر مشغول تھے کہ ہم نے اس خطرے کی بھی پروا نہیں کی اور وہیں چھپے ہوئے ان کی حرکتیں دیکھتے رہے۔ باقی جنگلیوں میں سے ایک جنگلی اندر جنگل میں گیا اور وہاں سے کچھ خشک گھاس اور لکڑیاں اٹھا لایا۔ ہمیں یہ دیکھ کر بالکل تعجب نہ ہوا کہ اس نے بالکل اسی طرح آگ جلائی جس طرح پہلی مرتبہ عظیم نے جلائی تھی۔

www.taemeernews.com

جب آگ اچھی طرح جلنے لگی تو دو جنگلی اندر جنگل میں گئے اور ایک بندھے ہوئے جنگلی کو اٹھا لائے۔ میں نے اپنی لکڑی کو اور مضبوطی سے پکڑ لیا، میں چھلانگ لگانے ہی کو تھا کہ عظیم کے طاقتور ہاتھ نے مجھے نیچے دبا دیا۔ اگلے ہی لمحہ ایک جنگلی نے اپنی موٹی لکڑی اٹھائی اور اس نے ایک بے بس شخص کے سر پر ماردی۔ یقیناً وہ پہلے ہی وار میں مرگیا ہوگا۔ مجھے ایک طرح کی خوشی محسوس ہوئی۔ میں نے سوچا چلو کم از کم اس بیکس کو زندہ تو نہ جلنا پڑے گا۔ اس کے اعضا تو مشکل سے ہی پھڑکنا بند کیا ہوگا کہ ان جنگلیوں نے اس کے ٹکڑے کرکے انھیں آگ پر بھون لیا۔

پھر جنگل کے اندر سے اچانک کچھ آوازیں آئیں۔ کچھ ہی دیر بعد ہم نے دیکھا کہ وہ دونوں جنگلی تین عورتوں کو پکڑے ہوئے لا رہے تھے۔ دو عورتوں کی گودوں میں بچے تھے۔ ایک عورت ان میں بہت کم عمر تھی۔ اور معصوم سی نظر آتی تھی۔ ہم لوگ اس سے بہت متاثر ہوئے۔ اس لڑکی کا رنگ ہلکا براؤن تھا۔ غالباً یہ کسی اور نسل کی تھی۔ اس کی ناک اس کے ہونٹوں کی طرح موٹی تھی۔ بال چھوٹے چھوٹے اور گھونگھریالے تھے۔

جب ہم ان کی طرف دیکھ رہے تھے تو ہم نے دیکھا کہ سردار ان عورتوں کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک بچے والی عورت کے بچے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ عورت خوف زدہ ہوکر پیچھے ہٹ گئی۔ اس نے اپنے بچے کو اپنے بازوؤں میں چھپا لیا۔ مگر سردار ایک خوفناک ہنسی ہنستا ہوا اس کی طرف دوبارہ بڑھا۔ اس مرتبہ اس نے بچے کو عورت سے چھین لیا اور اسے سمندر میں اچھال دیا۔ عورت کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہوکر ریت پر گر گئی۔ عظیم کے منہ سے ایک ہلکی

www.taemeernews.com

سی بڑبڑاہٹ کی آواز نکلی۔ بچے کو سمندر کی لہریں بہا کر ساحل پر لے آئی تھیں جیسے انہوں نے بھی اس ننگ انسانیت کام میں حصہ لینے سے انکار کردیا ہو۔ بچہ ساحل پر بلا حرکت پڑا ہوا تھا۔

اس کے بعد وہ لڑکی سردار کے سامنے لائی گئی۔ سردار نے اس سے کئی سوال پوچھے۔ لیکن اس لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ہم نے دیکھا کہ اب سردار آگ کی طرف اشارہ کر کے اسے کچھ دھمکی دے رہا تھا۔

"عزیز! ‘‘ عظیم نے سرگوشی کی ’’ تمہارے پاس چاقو ہے؟"

"ہاں" عزیز نے جواب دیا۔ خوف سے اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا۔

"اچھا تو پھر سنو" عظیم نے کہا "تم دونوں اس چاقو سے اپنی جنگلیوں کی رسیاں کاٹ ڈالو جن سے وہ بندھے ہوئے ہیں" اتنا کہہ کر عظیم اٹھا غصے سے اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا۔

اسی لمحے وہی آدمی جو پہلے ایک جنگلی کو مار چکا تھا اپنی بھاری لکڑی ہلاتا ہوا لڑکی کی طرف بڑھا۔ عظیم نے یہ دیکھ کر ایک خوفناک آواز نکالی۔ اور تقریباً پندرہ فٹ اونچی چٹان سے جنگلیوں کے درمیان کود گیا۔ اتنے عرصے میں ہم دونوں جنگلیوں کے بندھن کاٹ چکے تھے۔ عظیم نے اپنی بھاری مگر چھوٹی لکڑی اس جنگلی کے سر پر ماری۔ جنگلی کوئی آواز نکالے بغیر زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ عظیم پھر نہایت غصے کے ساتھ سردار کی طرف مڑا۔ لکڑی کا وہ وار جو عظیم نے اس کے سر پہ کیا تھا اگر پڑ جاتا تو سردار زمین کی خاک چاٹتا ہوا نظر آتا۔ لیکن سردار بلی کی طرح تیزی سے اپنی جگہ سے کھسک گیا تھا۔

اب عظیم کی وہ سپاہیانہ بہادری تھی۔ سردار نے غصے سے اندھے ہو کر عظیم کے

www.taemeernews.com

سر پر اپنی بھاری اور لمبی لکڑی کا سے وار کیا۔ عظیم بھی اس وار کو بچا گیا۔ سردار بہت بھاری شخص تھا۔ اس کی لکڑی بھی کافی بھاری اور لمبی تھی۔ اس لیے وہ عظیم کی طرح جلدی جلدی وار نہیں کر سکتا تھا۔ یہی چیز عظیم کے لیے مددگار ثابت ہوئی۔

سردار اب تھک گیا تھا۔ وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا تمام جنگلی اس بات کو سمجھتے ہوئے کہ سردار کو مدد کی ضرورت ہے اس کے قریب ہو گئے تھے۔ یکایک سردار نے عظیم کے سر کا نشانہ لیا۔ عظیم اس وار کو آسانی سے ایک طرف ہٹ کر بچا سکتا تھا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے پھیٹ کر سردار کی لکڑی کے نیچے آ کر اپنی لکڑی اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر ماری۔ سردار کا پہاڑ سا جسم عظیم کے اوپر آ گرا۔

درجن بھر لکڑیاں عظیم کے سر پر مارنے کے لیے اٹھیں۔ لیکن اب عظیم سردار کی لاش کے نیچے چھپا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کو سردار کی لاش کے نیچے سے نکالتے وہ سب جنگلی جن کو ہم نے آزاد کیا تھا اور ہم ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ ان جنگلیوں سے بھاری بہت خوفناک جنگ ہوئی۔ لڑائی میں چونکہ طاقت اور بہادری کے ساتھ ہمت کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس لیے ہم جیت گئے۔ ان جنگلیوں کی ہمت اپنے سردار کے نیچے گر جانے کی وجہ سے ٹوٹ گئی تھی۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد سارے جنگلی ہمارے چاروں طرف اکٹھا ہو گئے وہ ہمیں حیرت بھری آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور ہم سے بے شمار سوالات پوچھ رہے تھے۔ عظیم ان سب کو ایک طرف ہٹا کر سردار کی طرف بڑھا۔ کیونکہ اسے سردار کے جسم میں کچھ حرکت ہوتی ہوئی نظر آئی۔ قریب آنے پر

www.taemeernews.com

معلوم ہوا کہ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ اور اب اس کو ہوش آ گیا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کو سہارا دے کر اٹھایا۔ یکایک عزیز کو سمندر میں اچھالے گئے بچے کا خیال آ گیا۔ وہ دوڑ کر سمندر کے اس کنارے پر گیا جہاں سمندر کی لہروں نے اس بچے کو لا کر ڈال دیا تھا۔ عزیز نے دیکھا کہ بچہ مراتہ تھا۔ اس کا سانس آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ عزیز نے اس کو آہستہ آہستہ مالش کر کے اس کو اس کی ماں کے سینے پر لٹا دیا۔ بچے کے سینے پر پہنچتے ہی اس کی ماں پر بڑا خوشگوار اثر ہوا۔ اس نے بھی آنکھیں کھول دیں اور اپنے بچے کو خوب پیار کرنے لگی۔

"جلد ہی سب ٹھیک ہو گیا" غظیم نے مسکراتے ہوئے کہا "اب تم دونوں انھیں اپنے گھر کی طرف لے چلو۔ یہ جنگلی چونکہ اب ہمارے دوست بن چکے تھے۔ اس لیے انھیں اپنا گھر دکھانے میں ہمیں کوئی نقصان نہ تھا۔

کچھ ہی دیر بعد تمام جنگلی ہمارے گھر کے سامنے بیٹھے ہوئے دعوت اڑا رہے تھے۔ دعوت کے بعد ہم سو گئے اور جب میں اٹھا ہوں تو سورج اونچا ہو چکا تھا۔

میں نے عظیم کو ٹھوکا دے کر جگایا۔ عظیم ایک دم اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

عزیز نے بھی آنکھیں ملیں۔ پھر اس نے خدا کا شکر ادا کیا اس وقت تک سارے جنگلی اٹھ چکے تھے۔ ناشتہ تیار ہو چکا تھا۔ ہم نے اپنے دوستوں سے اشاروں سے بات چیت کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوئے۔ یا تو یہ جنگلی اشارے سمجھ ہی نہیں سکتے

www.taemeernews.com

تھے یا پھر ہمیں اشارے کرنے آتے ہی نہیں تھے۔ آخر کار عظیم کو ایک خیال سوجھا۔ اس نے سردار کو اپنی طرف متوجہ کرکے اپنے سینے کی طرف انگلی کا اشارہ کرکے کہا "عظیم" یہ لفظ اس نے دو مرتبہ دہرایا۔ اس کے بعد اس نے ہماری طرف اسطرح کے اشارے کرکے ہمارے نام دہرائے۔ پھر اس نے اپنا انگلی سردار کے سینے کی طرف کرکے اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔ سردار جواب بات سمجھ گیا تھا مسکرا کر بولا "طارارد" اس نے یہ لفظ عظیم کی طرح دو مرتبہ کہا۔ عظیم نے نام دہرایا "طارارو" سردار نے سر ہلا دیا۔ پھر ہم نے جنگلی لڑکی کی طرف اشارہ کرکے سردار سے اس کا نام پوچھا۔ سردار نے اس کا نام اڈیٹا بتایا۔

اس کے بعد ہم نے انھیں اس قسم کا اشارہ کرکے کہ وہ ہمارے پیچھے آئیں، ہم اس جگہ پہنچے جہاں پچھلی رات لڑائی ہوئی تھی۔ ہمارے قیدی وہاں پر اسی طرح بندھے ہوئے پڑے تھے جس طرح ہم انھیں باندھ کر چھوڑ گئے تھے۔ ہم لوگوں نے انھیں کچھ کھانے پینے کا سامان دیا جسے وہ جلد ہی چٹ کر گئے۔ اس کے بعد عظیم نے اپنی کلہاڑی سے ریت میں ایک کافی بڑا گڑھا کیا اور جنگلیوں کو اشارہ کیا کہ وہ لاشوں کو اس میں دبا دیں۔ جنگلی اس کی اس حرکت کو بہت غور سے دیکھ رہے تھے انھیں عظیم کا یہ خیال بہت پسند آیا اور وہ سب اپنی تلواریں اٹھا کر ویسے ہی گڑھے کھودنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں تمام لاشیں ان گڑھوں میں ڈال دی گئیں پھر انھیں پاٹ دیا گیا۔ سب سے آخر میں سردار کی لاش گڑھے میں ڈالی گئی۔ عظیم کی لکڑی کی چوٹ سے یہ

www.taemeernews.com

شخص مرا نہ تھا۔ اور حواس لوٹنے پر جب اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا تو ہمارے دوستوں نے اسے پھر سے لکڑی مار کر ختم کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر میں تمام جنگلی جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ ہم نے ان کی کشتیوں میں کھانے پینے کا سامان اور قیدیوں کو رکھنے میں بہت مدد کی اس دن ماراڑو نے اشاروں میں ہمیں اپنے جزیرے پر لے جانے کے لیے بہت اصرار کیا لیکن چونکہ ہمیں اپنے جزیرے سے بہت محبت تھی اس لیے ہم ان کے ساتھ جانے پر تیار نہ ہوئے۔ ہم نے سردار کو لکڑی کا ایک ایسا ٹکڑا دیا جس پر ہمارے نام کھدے ہوئے تھے۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ وہ سب اب روانہ ہونے والے ہیں ہم نے انھیں الوداع کہنے کے لیے اپنے ہاتھ ہلائے۔ مگر جانے سے پہلے ماراڑو عظیم کے پاس آیا۔ اس نے اپنے رواج کے مطابق عظیم کی ناک سے اپنی ناک ملا کر رگڑی۔ اس کے بعد سارے جنگلیوں نے ہمارے ساتھ ایسا ہی کیا۔ غالباً یہ ان کے الوداع کہنے کا انداز تھا جو بہت عجیب و غریب تھا۔

ایک گھنٹے بعد وہ دونوں کشتیاں ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔

ایک دن جب ہم اپنے پانی کے باغیچے میں نہا رہے تھے اور عزیز مادس ڈیئرس کا شکار کرنے گیا ہوا تھا تو کہیں دور سے عزیز کے چلانے کی آواز سنائی دی۔ وہ سمندر میں اس جگہ جہاں آسمان اور سمندر مل رہے تھے ہاتھ ہلا کر کچھ اشارہ کر رہا تھا۔

www.taemeernews.com

پانی سے نکل کر ہم چٹان پر چڑھے۔ تو ہمیں ایک جہاز نظر آیا۔ ہم نے جلدی جلدی اپنے کپڑوں اور ناریل کے پتوں کو اونچے اونچے بانسوں میں باندھ کر ہوا میں لہرانا شروع کر دیا۔

کیپٹن نے شاید دوربین سے ہماری اس حرکت کو دیکھ لیا تھا اس لیے ایک گھنٹے کے اندر اندر جہاز ہمارے اور نزدیک آگیا۔ لیکن وہ اب بھی ہمارے جزیرے سے کافی دور تھا۔ ہم اور بھی زور وشور سے اپنے کپڑے اور ناریل کے پتے ہلانے لگے۔ جہاز میں سے ایک کشتی نکل کر ہماری طرف بڑھنے لگی۔

اگلے دن ہم جزیرے میں ان تمام جگہوں پر آخری بار گئے جہاں جہاں ہم جا چکے تھے۔ ہم نے پہاڑ پر چڑھ کر پورے جزیرے میں پھیلی ہوئی خوبصورت اور ہری وادیوں کو آخری بار دیکھا۔ اس کے بعد ہیروں کے غار میں گئے۔ وہاں ہم نے روشنی کے اس سیلاب کو دیکھا جس کو ہم سب پہلی مرتبہ سمجھ نہ پائے تھے۔ اس کے بعد میں نے اپنی سمندری تجربہ گاہ کو دیکھا جس میں ہم نے مختلف قسم کے سمندری کیڑے مکوڑے جمع کر رکھے تھے سب سے آخر میں ہم نے لکڑی کے ایک بڑے ٹکڑے میں چاقو سے اپنے نام لکھ کر اسے اپنے گھر میں لٹکا دیا ــــ اور کشتی میں بیٹھ کر جہاز کی طرف روانہ ہو گئے۔

ختم شد

ناشر نسیم بکڈپو لکھنؤ
مشتاق پریس لکھنؤ

www.taemeernews.com

مونگے کے جزیرے

قیمت
دو روپیہ پچاس پیسے

آر۔ ایم۔ بیلنٹائن۔

مترجم
سیدی اعجاز

ناشر:۔ نسیم بکڈپو لکھنؤ
شاہی پریس لکھنؤ

www.taemeernews.com

مونگے کے جزیرے

(ناول)

A novel by Scottish Author

R. M. Ballantyne

مترجم:

سیدی اعجاز

https://www.taemeernews.com/2021/11/mongey-ke-jazirey-urdu-pdf.html

www.taemeernews.com

R. M. Ballantyne

The Coral Island